UNIVERSAL LIBRARY
OU_226381
UNIVERSAL LIBRARY

بعونہ تعالےٰ

رسالہ

# کلام ناطق

مولفہ


جامع الفضائل جناب مولوی محمد نور صاحب ناظر مدارس بلدہ واطراف

بلدہ حیدر آباد فرخندہ بنیاد

ساکن موضع پہتیا ضلع غازیپور ممالک مغربی وشمالی



باہتمام بندہ بارگاہ احد جلال الدین احمد غفرلہ اللہ الصمد

بماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مین چھپا

باراول ۵۰۰ جلد — قیمت فی جلد ۸/



جملہ حقوق محفوظ ہین

# شکریہ

حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے خاندانی امرا بالطبع نہایت نیک مزاج
وخلیق سنے جاتے ہین لیکن مجکو ایک صرف جناب نواب محمد کمال خان بہادر
کا تجربہ ہے۔ ایک ایسے روز اس رسالہ کے شایع کرنے کی فکر دلگیر تھی دفعتاً
اسکو لیکر نواب ممدوح کی خدمت مین بلا کسی توسط کے حاضر ہوا۔ نواب
صاحب سے مین بالکل اجنبی تہا مگر نواب صاحب نے جس خُلق
وفیاضی سے اس رسالہ کے طبع کرانے کا ذمہ لیا وہ قابل افتخار ہے
اگر نواب صاحب موصوف مدد نہ فرماتے تو یہ رسالہ طاق گمنامی پر
پڑا ہوتا اور زیور طبع سے مرصع نہوتا۔ پس دو شکریہ نواب ممدوح کا
بکمال خلوص و نیاز مندی پیش ہے۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک
قوم کی موجودہ و آیندہ نسل کی طرف سے جسکو فایدہ پہنچانا اس کتاب کا
خاص مقصد ہے فقط۔

مؤلف

# فریاد! فریاد!!

بیدار شو اے دیدہ کہ ایمن نتوان بود
زین سیل دمادم کہ درین منزل خواب است

اس کتاب کو مین نے اس نیت سے لکھا ہے کہ اسکی دس ہزار یا اس سے زاید جلدین چھاپہ ہوکر مختلف ممالک ہند کے مسلمان و مسلمان ذی استعداد طلبا مین مفت تقسیم کیجائین۔ لیکن قبل اسکے کہ اس مقصود مین کاوش کیجاے اسکی یہ پہلی اشاعت امتحاناً و نمونتاً عمل مین آئی ہے تاکہ اسکا حسن و قبح معلوم ہوجاے اور یہ ناچیز خدمت مقبول خاص و عام ہوسکتی ہے یا نہین اسکا حال مجہپر روشن ہوجاے

گو اس رسالہ کی نظر ثانی میرے مکرم مولوی محمد عبدالغنی صاحب عظیم آبادی بہاری نے جو عربی فارسی اور انگریزی مین کماینبغی دسترس رکہتے ہین اور ریاست حیدرآباد مین ایک معزز عہدہ پر ممتاز ہین فرمایا ہے اور عبارت کی درستگی مین بہی مدد کیا ہے جنکی عنایت و تکلیف فرمائی کا مین نہایت دل سے مشکور ہون لیکن احتیاج اسکی ہے کہ قوم کے روشن خیال و عالی دماغ فاضل اسکے مضامین پر نظر ڈالکر اسکے اسقام سے مجھکو مطلع کرین۔ مین حسب ہدایات اونکے اسکو درست کرونگا اور پہر کمر ہمت باندہکر دس ہزار یا زاید جلدون کے چھاپہ کرانے مین کاوش کرونگا۔ لہذا بکمال منت والحاح قوم کے ذیعلم۔ روشن خیال اور ہمدرد بزرگون اور قوم ہی کے دولتمند۔ ذی مرتبہ۔ اور الوالزم سرپرستون سے یہ **فریاد** ہے کہ وہ اس کتاب کی اصلاح و اشاعت مین بشرطیکہ یہ اس لایق ہو پوری مدد کرین ورنہ مجھکو اطلاع بخشی جاے کہ مین اپنے خیال سے باز آؤن۔

ہمدردان فاضلان قوم سے جو فریاد ہے اوسکے بعد نہایت ادب و تعظیم سے اپنی اسلامی ملجا و ماوی یعنی سلطنت آصفیہ سے جسکی فیاضی و دریا دلی اظہر من الشمس ہے اور جسکا مین ایک ادنی نمکخوار و متوسل ہون میری **فریاد** ہے کہ وہ ہمکو براہ قوم پرستی مہلت و موقع اسکا عطا کرے کہ ہم دیوزہ گری کرین اور اپنی نیت کو پورا کرکے دکھاوین۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ

راہ الزام کی اونپر ہے جو رخصت مانگتے ہین تجھسے

وَهُمْ اَغْنِيَآءُ (پارہ دہم سورہ التوبہ رکوع آخر)

اور وہ مالدار ہین

حیدرآباد دکن
۱۳/امرداد ۱۳۱۰ف
مطابق
۲/ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

راقم
مؤلف

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

مَنْ لِّیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِّنْ غَوَایَتِھَا

نفس سرکش را ز بیراہی کہ مے دارد براہ

کَمَا یُرَدُّ جِمَاحُ الْخَیْلِ بِاللُّجُمِ

چون لگام اسپ سرکش آورد بارہ ہم

ایسے مسلمانون کی تعداد جو عربی و انگریزی دونون سے کامل بہرہ رکھتے ہون فی زمانا بہت ہی کم ہے

مسلمانون کو کس قسم کی تعلیم کی احتیاج ہے

اب جو ذی علم کہلاتے ہین وہ صرف انگریزی ہی جانتے ہین اور اگر کسی نے کوئی ڈگری حاصل کر لی ہے تو اوسکی لیاقت مستند و مسلم سمجھی جاتی ہے۔ لیکن ضرورت زمانہ کے اعتبار سے اسوقت یورپ کے مسلمانون کو اسکی احتیاج ہے کہ یورپ کی ایک یا دو زبانونکے ساتھ عربی پر بھی پورا دسترس ہو۔ اور ایشیا کے مسلمانون کو بالعموم اور ہند کے مسلمانون کو بالخصوص اسکی سخت ضرورت ہے کہ انگریزی کے علاوہ اعلیٰ عربی حاصل کرین ورنہ بغیر اسکے ہمارا اسلام یا اسلامی عزت قایم نہین رہ سکتی۔ انگریزی اسکولون یا کالجون کی تعلیم۔ مجرد انگریزی تعلیم کا اثر۔ اور زمانہ کی روش ایسی ہو رہی ہے کہ ممالک پنجاب و ممالک مغربی و شمالی و بہار کے بعض محض انگریزی دان مسلمان اسکول یا کالج سے نکلکر مذہب سے بے پروا ہو جاتے ہین اور پورے آزاد یا آزادانہ خیال مین محو و مستغرق ہو کر دین پر استہزا کرتے ہین۔ مین نے اسی حیدرآباد مین بعض نوجوانون کو ایسا استہزا کرتے ہوے سنا اور دست تاسف ملکر رہ گیا۔

ایسے لوگ یہ نہین جانتے کہ اسلام کا فلسفہ یعنی فلسفیانہ نگاہ مین اسلام کیا چیز ہے اور اسلام کے اصلی

موجودہ تعلیم کی مضرت

خصائص۔ ضروری عقاید و خاص خصائل کیا ہین۔ گبن۔ واشنگٹن ارونگ بالمور تھوڈیون

یورپ کی تصنیفات بشرطیکہ خوب سمجھکر اونھون سے پڑہی ہون اونکو دایرہ اسلام سے خارج ہونے نہین دیتین اور شکر ہے کہ ان عیسائی بزرگون کی زوردار تصنیفات نے اونکو اسلام پر قایم رکھا۔ گو اونکا اسلام برائے نام سہی۔ گو اونکا میل جول صاحبانہ اور اونکی بول چال مصنوعی سہی تاہم اونکا شمار اہل اسلام مین تو ہے اور خود وہ بھی مسلمان ہونیکا اقرار باللسان تو کرتے ہین۔ اور اگر ان خدا کے بندون کی کتابون نے اونکو اسلام پر راسخ و استوار نہ کیا۔ اور کہین ڈاکٹر ہنٹر لین پول و آدم صاحبان کی تصنیفات مطالعہ مین آئین یا (نعوذ باللہ) کسی مشنری کی کتاب پہلے پڑہ لیگئی تو بس اوسی روز اسلام سے کراہت پیدا ہونی شروع ہوئی اور اسلام پر نفرین ہونے لگی۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل ہی دل مین وہ اپنے آپ سے حجت و بحث کرتے ہین کبھی تو موافق مصنفین کی تالیفات اونکو اسلام پر مضبوط کرتی ہین اور کبھی مخالف کی ہرزہ سرائی اونکو الحاد تک پہنچانیکی کوشش کرتی ہے اور کالج سے نکلکر چند یے اونکی زندگی عجیب مخمصہ و تذبذب مین گذرتی ہے اگر اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ نے اونکے سرکش خیالون کی رہبری کی تو سبحان اللہ ورنہ ضلالت الحاد۔ اور دہریانہ استدلال اونکا شیوہ ہو جاتا ہے اور خود بینی خود پرستی خودستائی اور جھوٹی شیخی اونکا ہمہ دم کا وظیفہ۔ یہ تو بعض اون اعلی انگریزی دانونکا حال ہے جو صرف انگریزی ہی انگریزی جانتے ہین عربی سے سروکار نہین رکھتے اور اون انگریزی دانون کا تو خدا ہی حافظ ہے جو عربی سے محض نابلد اور انگریزی مین ادہورے ہین۔ وہ تو نہ **گبن** سے فایدہ اوٹھا سکتے نہ **ڈیون پورٹ** کو سمجھ سکتے ہین۔ اگر خدانخواستہ کسی مشنری کی بدگوئیان پڑہ لین اور اونکی ایک آدہ سطر سمجھ لی تو بس اونکے خیالات کی حالت ایسی ہی ہو جاتی ہے جیسے تلاطم مین کشتی کی کہ اگر ڈوب گئی تو اسفل السافلین تک پہنچی اور اگر بچ نکلی تو کنارہ تک آتے آتے اوس کے لئے پرزے سب الگ ہو گئے۔ اسلام کے یا یون کہنا چاہئے کہ ادہوری مسلمانون کے بڑے دشمن یہی مشنری ہین جنکی بیشتر تصنیفات اسکول کے نصاب مین بھی داخل ہین اور وہ درسی کتابون مین بھی جہان موقع ملتا ہے اسلام یا مسلمانون پر منہہ آئے بغیر نہین رہتے ایسے ہی لوگونکے حق مین یہ آیت صادق آتی ہے۔

## وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ
اور جو لوگ دوڑتے ہین ہماری آیتون کے ہرانے کو
## اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ
وہ مارین پکڑے آتے ہین

ملحد کی حقیقت اور الحاد کی علت۔

عوام الناس کی یہہ عام غلطی ہے کہ جو شخص وضع۔ قطع ولباس بدل لیتا ہے اوسکو لامذہب تصور کرتے ہین۔ لباس چاہے کسیطرحکا ہو جب دل وزبان لامذہبی سے پاک ہین توہرگز ہمارا فرض نہین ہے کہ ہم مذہب کے اعتبار سے کسی اعلی یا ادنی انگریزی دان پر خردہ گیری کرین۔ ہان اگر کوئی مسلمان مجرد اعلی درجہ کی انگریزی پڑھکر اور جان مل کی منطق۔ بنتھم کے اصول اخلاق۔ گرین۔ سپنسر۔ انڈمن۔ ویبر اور لارڈ کا فلسفہ نقش کالجر کرکے ملحدانہ خیال رکھے یا اسلام پر استہزا کرے تو البتہ اوسپر رونا بجا ہے۔ ملحد ہونا بھی کچھہ اسکول یا کالج مین پڑھنے کیطرح آسان یا اختیاری فعل نہین ہے۔ کہ جسنے چاہا نام لکھایا اور پڑھ لیا۔ اگر قدیم وجدید تاریخون کو غور سے پڑھا جاے۔ اور موجودہ لامذہب یا ملحدون کی حقیقت حال پر غور کیا جاے اور یورپ وہند کے واقعی ملحدین کو نظر تعمق سے دیکھا جاے تو معلوم ہوگا کہ وہی لوگ ملحد ہوے ہین جنہون نے مجرد انگریزی کی چند درسی کتابین نہین پڑہی تہین بلکہ علوم وفنون مین ماہر ومتبحر اور اپنے وقت کے امام ومجتہد تھے اور معلومات وتجربات کے وسیع ذخیرہ پر حاکم وقادر تھے۔ تاہم وہ کبھی اپنے یا کسی دوسرے مذہب پر استہزا و تمسخر نہین کرتے اور نہ کسی مذہب واہل مذہب کی شان مین سخت کلامی روا رکھتے۔ بلکہ تہذیب کے لباس مین مذہب کو ایک غیر ضروری ولاحاصل چیز خیال کرتے تھے۔ ایسے لوگ ملحد کیون بنے؟ اسکو بھی سمجھئے اسکا سبب یہہ ہے کہ ایسے لوگون کی معلومات کا ذخیرہ بہت زیادہ اور وسیع ہوتا ہے اور انکے خیالات بیحد بلند اور اعلی درجہ پر ہوتے ہین جب مذہب کا مسئلہ یا الہیات کی بحث اونکے دماغ مین جگہہ پاتی ہے تو ہجوم تخیلات و کثرت توہمات کے سبب سے اونکے دماغی احساس وادراک مین ایک قسم کا انتشار و اضطرار پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اونکو اپنی معلومات سابقہ کے ذریعہ سے رفع نہین کرسکتے کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا۔ تو جن لوگون کے دل غ ہیبت پر اعتبار اورون کے کسیقدر کمزور اور ناقص ہوتے ہین وہ ناچار تخیلات

وتوہمات کے جال مین پہنسکر الحاد کی آسان راہ کو اختیار کر لیتے اور اوسی پر زندگی بسر کرنے لگتے ہین ورنہ اسکا کیا سبب ہے کہ چند حکیم ایک ہی زمانہ اور وسعت معلومات مین ہم پلہ ہون اور ایک اونمین سے ملحد ہو جائے اور دوسرا باوجود اسکے اوسنے اونکے مباحث ومناظر کو دیکہا ہو مگر اوسپر کچہہ اثر نہوا اسکا وہی سبب دماغ کا تفاوت ہے ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے لوگون مین ایسے لوگ گذرے ہین اور اب بھی موجود ہین اور اسلام مین بھی واقعی ملحد موجود ہین۔ مگر وہی جنہین تنہا انگریزی دانی کی بضاعت نہین ہے۔ بلکہ فلسفہ مذہب کے فیصلہ کے لئے طرح طرح کی معلومات کا ذخیرہ اونکے دل ودماغ مین موجود ہے۔ اور جب ایکطرف تو بنتہم۔ مل۔ ڈارون۔ بین۔ اور اسپنسر وغیرہ اپنے مباحث ودلائل کے بازار اونکے سامنے کہولتے ہین۔ اور دوسری طرف غزالی رازی۔ ابوریحان بیرونی۔ فاریابی معلم ثانی۔ ابن سینا۔ ابن رشد۔ محمد بن اسحٰق۔ ابن ہاشم۔ علی بن یونس اور ابو عبد اللہ اپنے حجج وبراہین اون کے پیش نظر کر دیتے ہین تو ان سب کے براہین باہمی مقابلہ کے لئے صف آرائی کرتے ہین اور اوسکا دماغ ایک قسم کا فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ پس اگر فضل خداوندی شامل حال ہوا اور خوش قسمتی سے انتشار پیدا نہوا تو قطعی فیصلہ ہوتا ہے اور اس قطعی فیصلہ کا نام وحدانیت ہے۔ غرض وہ موحد ہو جاتا ہے اور اگر شومی بخت سے انتشار واضطراب پیدا ہوا اور ایک کی حجت نے دوسرے کی دلیل کو قطع کر دیا اور اسیطرح رد وکد کے سلسلہ کو طول ہوا تو بس آخری نتیجہ الحاد ہو جاتا ہے۔ ؎ چون ندیدند حقیقت رہ الحاد زدند۔

دماغ کی قوت اور اوسکا عالی ہونا ایک قدرتی عطیہ ہے۔ تنہا کتابونکے پڑھنے سے مذہب کا فیصلہ نہین ہو سکتا۔ کتابین تو معجون مقوی دماغ کیطرح ہین جسکے استعمال سے ایک زمانہ ممتد کے بعد تجربہ وزمانہ کے نشیب وفراز کا سبق حاصل کیا جا سکتا ہے مشاہدہ وتجربہ سے دماغی قوت کی مشق بڑہتی ہے اور اگر دماغ فطرتاً وقدرتاً عالی ہے تو پہر ایسا ہی شخص ایک زمانہ کے بعد قوم کا رفارمر ولیڈر د مصلح قوم بنتا ہے اور برزورحیات جاوید کی سند حاصل کرتا ہے۔

ان مختصر توجیہات کے بعد مین نہایت دلیری سے اسکو عرض کرونگا کہ ملحد ہونیکا حق اوسیکو حاصل ہے

جو محض ایک ہی علم انگریزی نہ جانتا ہو۔ بلکہ یورپ مین ہو تو یونانی ولاطینی فرانسیسی زبانون کے ساتھ انگریزی جاننا ضروری ہے اور اگر ہند مین ہو تو اپنا مذہبی علم وانگریزی بخوبی جانتا ہو۔ جبتک یہ شرائط پوری نہون ملحد ہونا خدا کو عقل کل علت العلل۔ قوت ازلی۔ نیچر یا فطرت کے نام سے پکارنا اور نماز کو بیفائدہ کا اوٹھنا بیٹھنا کہنا۔ روزہ کو ناحق کا بھوکا رہنا بتانا اور زکواۃ کو انسان کے کاہل الوجود بنانیکا ذریعہ قرار دینا یا فقیرونکی تعداد مین اضافہ کرنیکا وسیلہ کہنا گویا اپنی تفضیحک وتذلیل اور سمجھدار نگاہون مین اسلام کا استہزا کرنا ہے۔

ملحد وگمراہ ہونکا فرق

دنیا کے جتنے دوسرے مذہب ہین اونکی عام حالت یہ ہے کہ اونکے حق وباطل سب باہم مخلوط ہین اور ایک کو دوسرے سے تمیز کرنا نہایت دشوار ہے لیکن اسلام ہی اللہ کے فضل سے ایک ایسا مذہب ہے جسکے حق وباطل مین ابھی تک اختلاط نہین ہوا ہے اور نہ کبھی ہو سکتا ہے جب چاہو حق کو باطل سے جدا کرلو۔ البتہ ساری خرابیان نقصان تعلیم کے سببسے ہین اسکول یا کالج کی تعلیم ایسی ہے کہ مذہب کو بجاے فایدہ کے سخت نقصان پہنچتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ابتداءً اسکول یا کالج سے نکلکر انگریزی دان مذہب سے کسیقدر مستغنی معلوم ہوتا ہے لیکن جب اسکو زمانہ کا تجربہ حاصل ہوتا ہے اور دنیا مین داخل ہوکر نشیب وفراز زمانہ کا سبق پڑھتا ہے تو اکثر راہ راست پر آجاتا ہے اور بہت کم لوگ مذہب سے مستغنی باقی رہتے ہین جو راہ راست پر نہین آتے اور جو باوجود بے بضاعتی کے مصنوعی وغیر حقیقی ملحد بننا چاہتے ہین اونکو گمراہ کہنا ملحد کہنے سے زیادہ ترچسپان ہے اونکو ملحد کہنا تو اونکی عزت بڑہانا ہے ایسے لوگون کو اوس کوے کی طرح سمجھنا چاہیے جو ہنس کی چال چلنے مین اپنی چال بھی بھول گیا۔

تنہا قرآن الحاد وگمراہی سے بچاسکتا ہے

گورنمنٹ برطانیہ نے اسکولون وکالجون مین بطور خود مذہبی تعلیم کے انتظام کی اجازت دیدی ہے لیکن کیا انتظام کوئی آسان چیز ہے؟ کیا اسکول یا کالج کے معین نصاب کے ساتھ ایسی تعلیم کے لئے وقت مل سکتا ہے؟ کیا ہماری کمزور ومتزلزل قوم ایسے انتظام کی ہمت رکھتی ہے؟ نہین ہرگز نہین۔ پھر اسمین کسکا قصور ہے؟ گورنمنٹ انگریزی صرف ہم مسلمانونکی خاطر سے اسکول یا کالج کا طریقہ وانتظام نہین بدل سکتی اس سببسے عقل حکم مین ہے کہ اسلام کی حفاظت کیونکر

کیجائے۔اور بالفعل جو بعض مسلمانون مین مذہبی استہزا کا مادہ بڑہتا جاتا ہے اوسکو کسطرح روکا جائے
اے نوجوانو اور اے مجرد انگریزی پڑہے ہوے طالب علمو ایک یوروپین مصنف کی اس عبارت کو ذرا پڑہو
"اگر اسلام نیست و نابود ہو جائے تو عام محققین فضلا کا اسپر اتفاق ہے کہ تنہا امام غزالی کی کتاب احیاء علوم الدین
جسمین اسلام کی خوبیان ایسی بہری ہین کہ اسلام پہر اسی کتاب کے ذریعہ سے زندہ ہو سکتا ہے" یہ تو یوروپین
محقق کی رائے ہے مگر اے نوجوانو اور آیندہ قومی عزت کے سرمایہ اور آیندہ قومی نسل کے منبع اسکو یاد رکہو
کہ امام غزالی کی کتاب قرآن کی حکمت کے مقابلہ مین ہیچ ہے۔اگر تم صرف قرآن ہی کے پڑہنے و سمجھنے کی
پوری قدرت حاصل کرلو تو کبھی تمکو اسکول یا کالج سے نکلکر وسوسے و خطرات پریشان و ڈانوان ڈول نکرین
یہ تمہاری مذہبی لاعلمی ہے اور یہ تمہاری غلط فہمی و خام خیالی ہے جو تم مجرد انگریزی اعلیٰ یا ادنیٰ درجہ تک
پڑہکر لامذہبی کا دم بہرتے ہو۔

## بیت

دی گفت طبیب از سر حسرت چو مرا دید ہیہات کہ دردِ تو ز قانون دوا رفت

مین انگریزی تعلیم پر نکتہ چینی نہین کرتا نہ کسیطرح اسکی احتیاج و ضرورت کو نظرانداز کرسکتا اور اس کو
بھی اچھی طرح سے جانتا ہون کہ انگریزی تعلیم کا نیک اثر جو اخلاق و تہذیب پر پڑتا ہے
وہ نہایت محمود و مستحسن ہے اور اوسکی گوناگون دینوی برکتین قابل افتخار ہین۔لیکن صرف انگریزی
دان نوجوانون سے التجا ہے کہ وہ اسکول یا کالج سے نکلکر جیسا چاہین طرز معاشرت اختیار کرین

مجرد انگریزی دانونکو مذہبی فیصلہ سے احتراز رکہنا چاہیئے۔

لیکن مذہب پر استہزا نہ کرین اور اپنے آپکو مذہب سے جسکی اونکو تعلیم نہوئی محض ناواقف و نابلد سمجھکر مذہبی
بحث و مباحثہ سے محترز رہین اور اپنے آپکو مجرد انگریزی دانی کے زعم پر ہمہ دان نہ سمجھین۔امتداد زمانہ سے
جب دنیا کے تجربہ کے بعد دین کا تجربہ ہو تو پہر جسطرح چاہین خود اپنے لئے مذہبی فیصلہ کرین لیکن یہ یاد
رکہین کہ محض انگریزی دانی کے بہروسہ پر مذہب کا فیصلہ کرنا خام خیالی اور دلدل پر پختہ عمارت کی
بنیاد رکہنا ہے جسطرح دلدل پر پختہ مکان بنانا بالکل حماقت ہے۔اوسیطرح ہم ہند کے مسلمانون کے لئے
مذہب کا فیصلہ بغیر عربی دانی کے سراسر سفاہت ہے۔

کہانتک مسلمان مذہبی گوئی کرسکتے ہین

ہم سچے دل اسکا اعتراف کرتے ہین کہ خدانخواستہ تمام اعلیٰ یا ادنیٰ انگریزی خوان مذہب کے

ملزم یا بدگو نہین ہین۔ بلکہ جیسا کہ مین اوپر اشارہ کرآیا ہون زیادہ تر ممالک مغربی و شمالی و پنجاب و بہار کے بعض نوجوان اس مرض مین گرفتار ہین۔ مدراس۔ بنگال اور بمبئی کے اکثر تعلیم یافتہ ایسے بدگو یا مضحک دین نہین ہوتے۔ اور حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے مسلمان تو ابھی تعلیمی راہ سے منزلون دور ہین۔ جبتک یہانکے امرا و اراکین انگریزی کی اعلیٰ تعلیم سے بطریقہ اکمل بہرہ مند نہون اُسوقت تک اِنکا شمار نہ ادہر ہے نہ اُدہر ایسے نوجوانون مین ایک طرہ مستزاد یہ بھی ہے کہ جب وہ خلاف شرع فعل یا قول کرتے یا کہتے ہین تو اوسمین اخفا کا ذرا بھی خیال نہین کرتے اور صاف کہتے ہین کہ جب خدا کا خوف نہین تو انسان کا کیا خوف۔ بیشک یہ صحیح ہے لیکن انکو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام مین غایت تہذیب و اخلاق کے سبب سے یہ حکم ہے کہ گناہ بھی علانیہ کرنے سے شدید ہو جاتا ہے اگر وہی گناہ پوشیدہ کیا جائے۔ تو بہ نسبت اوس کے علانیہ ارتکاب کے اوسکے عذاب مین خفت ہو جاتی ہے یا اگر عذاب و ثواب کا نام اچھا نہین معلوم ہوتا تو یون سمجھنا چاہیئے کہ تہذیب و اخلاق کی جستجو کرنیوالے علانیہ مذہبی بدگوئی۔ بدکرداری یا بداعمالی کو نہایت کج خلقی و بدتہذیبی سمجھتے ہین بہ نسبت اسکے کہ وہی حرکت پوشیدہ و خلوت مین کیجاتی۔ اسواسطے کہ مذہب کا معاملہ فی نفسہٖ تنہا خدا ہی کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ نہ اب حد شرع ہے۔ نہ مذہبی تعزیر۔ پس جو چاہو سو کرو لیکن للہ علانیہ نہ کرو اور دکھا دکھا کر برائی پر دلیر نہو اور بالقصد عام مسلمانون کا دل نہ دکھاؤ۔ نہین تو شاید آیندہ پچتانا پڑے اور تمکو اپنے آپ سے ندامت و حسرت حاصل ہو۔

**بیت**

مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

مین بھی ممالک مغربی و شمالی کا رہنے والا ہون اور مین نے خود اپنے وطن کو بھی نشانۂ ملامت بنایا ہے اسکی

اونکے مذہبی بدگوئی کرنیکا سبب کیا ہے

خاص وجہ یہ ہے کہ بڑا فرض انسان پر دیانت و صداقت کا ہے۔ اپنے پندار مین جو بات سچ معلوم ہو اوسیکو کہنا چاہیئے اور ہمیشہ راے دینے مین امانت و دیانت کو اپنا پیشوا و رہنما بنانا چاہیئے۔ اسلئے میری دانست مین جو امر واقعی تھا اوسکے اظہار پر مین مجبور و معذور ہون۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک بیضاوی شکل لاہور کے قریب کھینچی جائے جسکا محیط ایک طرف دہلی۔ سہارنپور۔ شاہجہانپور۔ اودہ

جونپور۔ اعظم گڈہ۔ گورکہپور۔ اور پٹنہ تک کو گہیرے اور دوسری طرف آگرہ۔ اٹاوہ۔ قنوج۔ الہ آباد اور سہسرام ہوتا ہوا پہر پٹنہ پر ختم ہو تو یہ بیضاوی شکل ایک ایسا احاطہ نظر آئیگی جسکے اندر ہر قرن وہر زمانہ مین متعدد لوگ قابلیت علمی وعالی دماغی مین وحید عصر وفرید دہر ہوکر چمکتے دکھائی دینگے۔ غرض یہ ہے کہ اس خطہ کی آب وہوا کا یہ اثر ہے کہ اکثر نامی لوگ یہین سے نکلے اور اب بھی قوم کے سرتاج اسی سرزمین کے پھول ہین جنمین سے بعض پہلے پہولے اور کمہلا گئے اور بعض اب بھی بلبل کیطرح باغ عالم مین چہچہا رہے ہین جب اس سرزمین کی آب وہوا مین عالی دماغ پیدا ہونیکا جوہر ہے تو کیا وجہ ہے کہ مجرد انگریزی دانون ہی کا دماغ الوالعزمی وعالی دماغی سے خالی ہو۔ ادہر اسکول یا کالج سے نکلے کہ دماغ مین علو خیالی کا خمیر پکنے لگا۔ اور جیسا کہ اوپر بحث لیگئی ہے اگر دماغ مین انتشار نہ پیدا ہوا تو پہر مذہباً موحد بنے۔ ورنہ۔ کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھولا۔ نہ ادہر کے ہوئے نہ ادہر کے ہوئے۔ غرض وہ عالی دماغی وبلند حوصلگی جو فطرتاً اس حصہ ملک کے لوگون کو منجانب اللہ عطا ہوئی ہے جب اور طرف صرف ہوئی تو اوس نے نمایان ترقی وجوش دکہا کر قرار لیا اور جب مذہب کا راستہ پکڑا تو اس غیبی اسرار کو حل کرنے سے قاصر رہی اور ضلالت کی بہنور مین ڈوب گئے اور مذہب کا نام کہیل وتماشہ رکہا۔

ع ہر دلے را اطلاعے نیست بر اسرار غیب

یہانتک تو حال اُن نوجوانون کا ہوا جو مجرد انگریزی پڑہکر مذہب پر استہزا کرتے ہین اور مذہب کی تلاش مین ناحق درد سر اوٹہاتے ہین اب اُنکے طرف مقابل اون مولویون کا حال سنئے جو صرف عربی پڑہتے ہین اور جنکو دین ودنیا کی بالکل مصنوعی وخیالی خبر ہے۔ واقعی نہ دین سے بہرہ مند ہین نہ دنیا سے باخبر۔ انکی تعداد گو انگریزی دانون سے کسیقدر زیادہ ہے لیکن انکی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اس گروہ کا نام طبقہ مولویان ہے لیکن اسمین تمام وہ حضرات جو سلسلہ نظامیہ مین سے عربی کی چند کتابین پڑہکر مولوی کہلاتے ہین شامل ہین اور نیز اسی گروہ مین تمام دنیا دار مشایخ وپیر اور اونکے مریدان طریقت بھی داخل ہین اور اس سبب سے یہ گروہ اس انگریزی دانون کی گروہ سے بہت کثیر التعداد وبااثر ہے

یہانتک مجرد انگریزی دان گروہ کا حال ہوا اب مجرد عربی وفارسی دان گروہ کا حال لکہا جاتا ہے جنکو عرفاً مولوی کہتے ہین۔

لیکن قوم کی بہت کچھ ترقی و بھلائی انکے تعصب و سخت گیری سے مسدود ہے۔ انکی تعلیم بالکل محدود ہے مصلحت وقت کا ایک سبق بھی انہون نے نہ کبھی پڑہا نہ پڑھنا چاہین۔ چونکہ اکثر ایسے لوگ مفلس و نادار ہوتے ہین اس سبب سے خیالات اونکے تاریک۔ حوصلہ اونکا نہایت پست ہوتا ہے۔ خودغرضی کا مادہ غالب اور ہمدردی و نیک نیتی کا ولولہ بالکل مغلوب ہوتا ہے۔ رزق کمانا انکا پہلا فرض ہے اور اس سے کچھ سروکار نہین کہ رزق کمانیکا ذریعہ جایز ہو یا ناجایز۔ زمانہ و قانون نے ایسے لوگون کو بیکار کر دیا ہے اس سبب سے رزق کے فراہمی مین انکو طرح طرح کی مشکلین پیش آتی ہین اور جس قسم کی مشکل پیش آئی سب کو بُری یا بھلی طرح جھیلنے کے لئے آمادہ رہتے ہین۔ میرزا حیرت دہلوی نے نہایت جسارت سے اپنے آخر سنہ ۱۹۰ء کے چند پرچون مین متعدد سلسلہ کے ساتھ انکے حالات کو طبع کیا ہے اوسکو پڑہنے سے انکے حالات روشن ہونگے۔ اونہون نے اپنے متعدد اخبارون مین ناملائم حملے کئے ہین اور اعتدال سے قدم باہر نکالا ہے۔ گو بعض مولویون پر اونکی تحریر صادق آتی ہو لیکن ہمکو جمہور مولویون کے اعتبار سے راے قائم کرنی چاہیئے نہ کہ چند افراد کے حالات سے۔ اسوجہ سے مین اونکے اخبار کرزن گزٹ کی اکثر تحریرات کا بتمامہ موئد نہین ہون۔ البتہ یہ ظاہر ہے کہ بیشتر مولویون مین خودغرضی و افلاس کے سبب سے سرپرستی یا قوم پرستی کا مادہ نہین ہے نہ ہمارے بہبود و فلاح کی فکر ہے۔ حالانکہ تین ثلث مین دو ثلث ہمارے بہبود و فلاح کا حصہ اونہین کے ہاتھ مین ہے کیونکہ جمہور خلایق اونکے ساتھ ہے اور وہ قومی سرپرستی کر سکتے ہین بشرطیکہ پیٹ کے دہندے سے اونکو نجات ملے۔ انکے حالات عیان ہین۔ عیان راچہ بیان۔ عوام الناس انکی طرف ہین اور اونہین کے سبب سے اس گروہ کا وجود ہے ورنہ خدا معلوم انکا کیا حشر ہوتا اور کیسے گھاٹ لگتے۔ انسے کسی قسم کا نہ ملک کو فائدہ نہ قوم کو قوت۔ نہ اسلام کو عزت نہ مسلمان کو انکی ذات سے کچھ برکت ہے۔ نہ دینی فلاح ہے نہ دنیوی صلاح ہے۔ اگر بعض مجرد انگریزی دان لامذہبی کے دریا مین غوطہ کہا رہے ہین تو اکثر یہ مولوی فروعات مذہبی و توہمات شرعی مین چکر لگا رہے ہین مین اسکا نہایت صدق دل سے اقرار کرتا ہون کہ سب مولوی ایسے ہی نہین ہین اس زمانہ مین بھی بعض ایسے روشن ضمیر۔ پاک دل اور خدا رسیدہ ہین کہ اسلام اونکو اپنا مایہ ناز بنائے تو بجا ہے مگر وہ خود

اپنے آپکو دنیا کے جنجال و وبال سے دور رکھتے ہین اور تارک الدنیا کی سے زندگی بسر کرتے ہین - اگر کوئی
انکا دامن پکڑے تو دین و دنیا دونون حاصل کر سکتا ہے - لیکن انکے دامن پر دسترس ہونا مشکل ہے جب
چوالیس سال پیشتر غدر کے فوراً بعد اسلام کی کشتی منجدھار مین اور ڈوبنے کے قریب تھی تب ایسے ہی
برگزیدہ اور نیک طینت بزرگون نے رسول خدا کو اپنا شفیع بناکر خدا سے التجا کی اور اوس ڈوبتی کشتی کو
غضب الٰہی کے سیلاب سے بچاکر کنارہ نجات تک پہنچایا - یہ کون بزرگ تھے ؟ انھین مولویون کے
طبقہ سے مگر باعتبار عالی دماغی کے اونسے برتر اور مایہ علمی کے خیال سے اونسے بدرجہا کمتر تھے - گو
انگریزی سے بالکل بے بہرہ تھے لیکن وقت و زمانہ کے بڑے روشناس تھے - وہ کون ہمارے
سرتاج سر سید مرحوم جنھون نے ریاکاری و خود غرضی کا جامہ پھینک کر اور ہمدردی و جان نثاری کا
لباس زیب بدن کرکے لگاتار چالیس پچاس برس تک قوم پر جو احسان کیا وہ عیان ہے - افسوس کہ
اب وہ قوم کا ہمدرد و فدائی چل بسا اور اپنا واقعی قائم مقام کسی کو نہ چھوڑا - اس قومی رفارمر و راہبر نے
قوم کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھال لیا اور جیسا کہ مین اوپر لکھہ آیا ہون اوس حکیم کیطرح کام کیا جسکو خدا نے
قدرتی عالی دماغی و الوالعزمی عطا کی ہو - سر سید مرحوم سے زیادہ ذی علم لوگ دنیا مین پڑے ہین لیکن وہ
کیا چیز تھی جسنے انکو رفارمر و لیڈر (مصلح و رہبر) بنایا ؟ وہ وہی قدرتی عالی دماغی تھی جسکا معتدبہ حصہ
قدرت نے انکو عطا کیا تھا اور جو علم سے بالکل الگ چیز ہے اور جسکی بخشش صرف اللہ ہی کے ید قدرت
مین ہے - سر سید مرحوم کے ہم ہی مداح نہین ہین بلکہ ہم سے بہت زیادہ ہمارے دکھنی بھائی بھی
ہین منجملہ انکے ایک ہمارے عالی دماغ دور اندیش - بیدار مغز اور ہمدرد قوم عالیجناب نواب اکبر الملک
اکبر جنگ بہادر کوتوال بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہین - جسوقت جناب نواب ممدوح سے ملا اور سر سید کا
ذکر آیا تو جناب موصوف نے بیساختہ یہ فرمایا کہ سر سید مرحوم کا درجہ قرن اول کے اسلامی پیشوایان
یا رہنمایان سے کم نہین ہے ایسا شخص ہم مین پچھلے چار سو برس کے اندر نہین پیدا ہوا - قوم کا سچا خیرخواہ
و جانثار تہا - خدا مغفرت کرے - سبحان اللہ عالیجناب نواب اکبر جنگ بہادر کی یہ روشن خیالی قابل قدر ہے
اور میرے دل پر حیدرآباد کے ایسے ایک رکن رکین و مدبر متین کی تقریر کا بہت اثر ہوا - مین دل ہی دل مین

بہت خوش ہوا اور اللہ کا شکر بجالایا کہ اوسنے عین ہماری ضرورت کے وقت ایک سرسید مرحوم کو پیدا کردیا جسنے پچاس برس تک اسلامی کشتی کی ملاحی کی۔ خدایا اس کشتی کے پار لگنے تک کوئی دوسرا سرسید بہیج جو ویسا ہی زور آور دل اور دماغ کا آدمی محض حسبۃً للہ قوم کا جان نثار و ہمدرد و حامی ہو۔

یہانتک کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ اسوقت مسلمانونکی موجودہ نسل دو گروہون مین منقسم ہے

دونون گروہونکا فرق واونمین مغایرت۔

ایک تو محض انگریزی دان اور دوسرے محض عربی خوان اِن دونونکا باہمی برتاؤ نہایت صدمہ خیز ہے۔ دونون کے بیچ مین دریاے ژخار حائل ہے جسمین نہ کشتی چل سکتی ہے نہ اسٹیمر اور نہ جہاز۔ دریا مین اس کنارہ سے اوس کنارہ تک بے انتہا پہاڑیان اور بلند چٹانین ہین۔ اس پار سے اوس پار تک کیا مجال کہ کوئی کشتی صحیح وسلامت جاسکے یہ دونون گروہ ایک جسم کی دو آنکھین ہین لیکن ان دونون آنکھون کے نور بصارت ہین کچھ بھی مماثلت ومشابہت نہین ہے۔ دریا کے ایکطرف سبزہ زار ہے جسمین انگریزی دان بلا کسی روک ٹوک کے کریکیٹ۔ فوٹ بال وٹینس سے اپنے دل بہلاتے ہین۔ اور دوسری طرف آثار الصنادید مین سے کچھ کہنڈر پڑے ہین جنمین بیٹھے ہوے؟ ہمارے عربی خوان تسبیح پڑہ رہے ہین۔ مسجدون کے درون اور خانقاہونکے حجرون مین کسیکو یہ نصیحت کرتے ہین کہ مونچھین نہ بڑہاؤ۔ ڈاڑہی نہ مونڈاؤ۔ کوٹ پتلون پہننا مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ مین داخل اور لہو ولعب فعل عبث اور حرام ہے۔ پائجامہ ایسا پہنو کہ ٹخنے نہ چہپین۔ اور کرتا ایسا بناؤ جسمین سامنے سیدہا چاک ہو اور تہبند باندہنا اور عمامہ لپیٹنا سنت ہے۔ دیکھئے یہ دونون گروہ ایک ہی دین متین کے پیرو ہین اور اکثر یا خود باعزیز وقریب بھی ہین۔ کوئی باپ ہے اور کوئی بیٹا کوئی چچا ہے اور کوئی بہتیجا لیکن انکے ظاہری وباطنی حالتون مین ایسا بون بعید ہے کہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ یہ ایک ہی منبع کے دو چشمے ہین کونسا منبع؟ وہ منبع جو بحر عرب سے جاری وساری ہوکر روم وشام وفارس وبغداد۔ بلخ وبخارا وغیرہ کو سیراب کرتا ہوا افغانستان و ترکستان کے راہ سے ہند مین آیا چہ یا سات سو برس تک یہ چشمہ ایک گزرگاہ سے بہتا رہا اب چند سال سے وہ چشمہ پہوٹ کر دو نہرون مین تقسیم ہوگیا۔ ایک کا نام محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور دوسرے کا نام ندوۃ العلما رکہا گیا۔ اول مین یہ دعوی ہے کہ دنیا مین اسلامی عزت قایم رہے۔ دوسرے مین یہہ زور ہے کہ

دین اسلام کا ستارہ چمکتا رہے۔ اول کے بانی اول گروہ کے لوگ ہین اور دوسرے کے حامی دوسرے
گروہ کے لوگ۔ اول مین دوسرے گروہ کے بعض نیک طینت بزرگ بھی شریک ہین اور اسیطرح دوسرے
مین اکثر اول گروہ کے دوراندیش حضرات بھی سہیم ہین۔ اور دونون اپنا اپنا رونا دریاے زخار کے ادہر
اودہر رو رہے ہین۔ کسیکو یہ جسارت نہین ہوتی کہ اپنی جان اس بحر زخار کی نذر کرے اور کود کر اس پار
آئے اور اس گروہ کو سمجھائے کہ ہم تم ملکر ایک راہ اختیار کرین اور ہماری تمہاری غرض مشترک رہے
کسکی جان دو بہر ہے کون ایسا کر سکتا ہے اور کسکو امید ہے کہ ایسے دریا سے جانبر ہوکر ہم پار ہونگے اور
دوسرے گروہ کے لوگ ہماری آواز سن لینگے اور ہماری التجا قبول کر لینگے۔ ہائے! قوم کو کیسی دشواری ہے
اسکی قوت کیسی بکہری جاتی ہے۔ کوئی آہستہ سے اس اشتراک و یکجہتی کی صدا بہی بلند کرنا چاہتا ہے
تو وہ دل ہی دل مین ڈر کر رہ جاتا ہے اور اپنی صدا کو اسقدر بلند نہین کر سکتا کہ دریا کے دوسرے جانب آواز پہنچے
اور کوئی اودہر سے آنکہ اوٹھائے۔ ہان وہی مولوی طبقہ کے بعض نیک بزرگ جو گوشہ عافیت مین اپنی
زندگی بسر کرتے ہین اور دنیا کے جنجال مین پہنسنا نہین چاہتے قوم کی داد کو پہنچین تو ان دونون کا ملنا
ممکن ہے۔ جبتک یہ دونون گروہ ایک ہوکر دین و دنیا کو ہاتھ مین نہ لینگے اسلامی بیڑا پار نہو گا۔ دین و دنیا
کا کام ساتھہ ساتھہ چلے تو بہتر ہے دنیا کا کام دین سے علیحدہ اور دین کا کام دنیا سے علیحدہ نہین
چل سکتا ان دونون مین نسبت کہیتی کی ہے۔ جیسے غلہ حاصل کرنے مین محنت و ریاضت کرنی پڑتی ہے
اوسیطرح دین حاصل کرنے کے لئے دنیا ہی مین محنت و ریاضت کی ضرورت ہے غلہ کیا ہے۔ غلہ وہ
پیداوار یا اجورہ ہے جو محنت و مشقت کے سبب سے کسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اسیطرح دین بھی وہ اجورہ ہے
جو دنیاوی ریاضت و عبادت سے انسان کو عطا کیا جائے غرض دین بغیر دنیا کے حاصل نہین ہو سکتا اور
جیسے دیندار مولویون سے ندوہ قایم ہے اوسیطرح دنیا دار جنٹلمینون سے کانفرنس مگر دونون کا مطلوب
جدا جدا ہے دونون کا مطلوب مشترک ہونا چاہئے۔ جبتک ندوہ کا مطلوب کانفرنس اور کانفرنس کا
مطلوب ندوہ نہو مقصود اصلی حاصل نہین ہو سکتا۔ اصل یہ ہے کہ جیسے دین و دنیا توام یا لازم و ملزوم
ہین اوسیطرح کانفرنس و ندوہ لازم و ملزوم ہون تب ہمارے دونون جہان کی کشتی کنارہ نجات تک

پہنچ سکتی ہے ان دونون مین اتحاد پیدا کرنا کانفرنس کی قوت سے باہر ہے۔ ندوہ ہی اسکو کرسکتا ہے بشرطیکہ خلوص نیت سے ہمارے پاک دل مولوی یا مشایخ اسکو کرنا چاہین اور عوام الناس کے طبقہ کو جو اون کا مطیع و منقاد ہے سمجھاوین اور اونکی کشیدگی و نفرت کو جو اول گروہ سے اونکو ہے دور کرکے اونکو کانفرنس تک کھینچکر لاوین۔ یہ ظاہر ہے کہ دونون کا مقصود تعلیم ہے اس سبب سے دونونکا لازم و ملزوم ہونا مشکل نہین ہے آسان اور بہت آسان ہے۔ اور مجھکو وثوق ہے کہ اب نہین تو چندے بعد کانفرنس و ندوہ یک ہوکر رہینگے۔ خدا ہماری اس دعا کو قبول کرے اور اس مناجات کو جو ذیل کی آیت مین مضمر ہے اجابت کے درجہ تک پہونچاوے۔ آمین۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ

تم آپس مین دشمن پھر الفت دی تمہارے دلونمین اب ہوگئے اسکے فضل سے بھائی اور تم تھے کنارہ پر ایک

مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

آگ کے گڑھے کے پھر تمکو خلاص کیا اوس سے اسیطرح کھولتا ہے اللہ تم پر نشانیان اپنی شاید تم راہ پاؤ۔

پارہ ۴ سورہ آل عمران

دونون گروہ ہونکے اتفاق کے لئے قرآن سے مدد چاہنا۔

اس آیت مین ایام جاہلیت کی طرف کس عمدگی سے اشارہ کیا گیا اور کس لطافت سے یہ بتایا گیا ہے کہ مختلف قبیلون مین اسلام سے پیشتر کیسی باہمی نزاعین تہین اور اسلام کے بعد اونمین کیسی محبت و یکجہتی پیدا ہوگئی اور سب سے بڑی نصیحت وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا مین ہے کیا یہ حکم الٰہی کانفرنس و ندوہ کے افراد کے لئے صادر نہین ہوا ہے؟ اور کیا اسکی تعمیل اگر وہ نہ کرینگے تو خدائے ذوالجلال کے سامنے قابل مواخذہ نہونگے؟ ضرور ہونگے۔

ہم نے تو ڈرتے ڈرتے جو کچھ کہنا تھا کہدیا۔ اب ایک طرف کانفرنس جانے و ندوہ اور دوسرے طرف اللہ میاں۔ مین تو سو بات کی یہ ایک بات جانتا ہون۔ **شعر**

نہال دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد + درخت دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد +

کیا دونون گروہون کا ملنا ممکن ہے۔

مجھسے اور بعض لوگون سے اس بارہ مین جب گفتگو ہوئی تب وہ کہنے لگے کہ کانفرنس وندوہ کا باہم ملنا سخت مشکل اور ان دونونکے مقاصد ایسے ہین کہ انکا یکدل ہونا بہت دشوار ہے یہ سنکر مجھکو نہایت افسوس ہوا اور اپنی قوم کے پست ہمتی پر تاسف ہوا اگر ان دونون کا ملنا مشکل ہو تو اَلدُّنیَا مَزرَعَۃُ الْاٰخِرَۃ بالکل باطل ہوجاتا ہے۔ ہان یہ ضرور ہے کہ ہماری سی غیر متفق و متفرق قوم مین یکجہتی پیدا کرنا ایک دشوار عمل ہے اور اونکی بکہری ہوئی قوت کو سمیٹ کرکے یکجا کرنا اور اوس سے کوئی بڑا کام لینا ایک مشکل یا بعید از قیاس مرحلہ ہے اور اپنی گذشتہ دینی و دنیاوی برکتون کو کانفرنس و ندوہ کی مجموعی قوت حاصل کرنیکی تمنا کرنا فی الحال محال ہے

دونون گروہون کے لوگون اور مولف سے گفتگو۔

مجھسے اور ایک مولوی صاحب سے اسی کانفرنس وندوہ کے بارہ مین گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک روز شام کو ہملوگ باتین کرتے ہوئے مکہ مسجد کیطرف جا نکلے۔ مکہ مسجد حیدرآباد دکن کے وسط شہر مین ایک سنگی عالی شان عمارت۔ قطب شاہی بادشاہان دکن کی یادگار اور ایک خوبصورت عظیم الشان بارونق جامع مسجد ہے حیدرآباد مین چار منار و مکہ مسجد دونون قدیم اسلامی یادگارین دیکھنے کے لایق ہین یہ دونون عمارتین یادگار سلف ہونیکے سبب سے قدیم اسلامی سطوت و جلال کو یاد دلاتی ہین۔ اس فیاض سلطنت آصفیہ نے ہمیشہ ان دونون عمارتون پر نظر عنایت رکھی اور وقتاً فوقتاً انکی ایسی مرمت ہوتی رہی کہ اب تک یہ دونون یادگارین نئی معلوم ہوتی ہین جسوقت صحن مسجد مین ہم داخل ہوئے تو حوض کے قریب ہم نے دو نو عمر نوجوانون کو دیکھا۔ ایک کے سر پر ترکی ٹوپی اور جسم پہ ترکی کوٹ تھا اور دوسرے صاحب پورے انگریزی لباس مین تھے۔ دونون کے چہرون سے شرافت متانت اور امارت کے آثار ہویدا تھے۔ دونون مسافر معلوم ہوتے تھے۔ اور عمارات مسجد و چار منار کو غور و تامل سے دیکھ رہے تھے یہ دونون ادھر ادھر پھر کر صحن مسجد کے کنارہ جو سنگ سیاہ کے تخت ہین اوسپر بیٹھ گئے۔ آخر عصر کا وقت تھا۔ حوض مین فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ ہم نے بھی چاہا کہ وہین جا بیٹھین۔ مولوی صاحب نے مجھکو روکا اور کہا کہ یہ صاحب لوگ ہین کج خلقی سے پیش آئینگے۔

اور ہماری طرف مخاطب ہو گئے۔ بلکہ شاید اونکو یہ ابھی معلوم ہو بہتر ہے کہ اونکے قریب نجاؤ اور گھر کو چلو مین نے کہا مولوی صاحب! وضع و قطع پر نجائیے سب لوگ جو اس وضع مین ہوتے ہین کج خلق ہی نہین ہوتے۔ اکثر بڑے شریف النفس و پاک طینت بھی ہوتے ہین۔ غرض مین مولوی صاحب کو زبردستی اودہر لے گیا اور اوسی سنگ سیاہ کے تخت پر جسپر وہ دونون صاحب بیٹھے تھے ہم بھی جا بیٹھے دیکھا کہ دونون کے ہاتھون مین چھوٹی چھوٹی سی انگریزی کتابین تہین جنکو وہ کھولتے پڑھتے اور پھر کبیدہ خاطر ہو کر بند کر دیتے ہین پڑھتے وقت اونکے چہرون سے غصہ و رنج کے آثار نمایان ہوتے ہین اور وہ چین بجبین ہو کر کتابون کو بند کر دیتے ہین۔ اونہین باہم یہ بولتے بھی سنا کہ یہ کتابین جلا دینے کے قابل ہین۔ بہتر ہوتا کہ یہ کتابین ہماری نظرون سے نہ گزرتین۔ گو ہم اونکے بہت قریب تھے مگر اونسے ہمکلام ہونے مین پس و پیش تھا کہ انگریزی تہذیب کے رو سے دو نئے شخصون کو کوئی ملاقات کرانیوالا چاہیئے بغیر اسکے آپسمین ابتدائً صاحب سلامت بھی نہین ہو سکتی۔ بہرحال جب اونسے ملنے کو دل بیتاب ہوا تو مین اور قریب گیا اور السلام علیکم کہا اون صاحبون نے نہایت شوق سے وعلیکم السلام رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑہائے۔ اونکا اخلاق دیکھکر ہماری جرأت زیادہ ہوئی اور ایک ہی تخت پر ہم چارون بیٹھکر یون باتین کرنے لگے۔

**مؤلف**۔ آپ کا وطن و اسم شریف۔

**نوارد**۔ (ایک صاحب) میرا نام بشیر احمد اور وطن لاہور ہے۔

(دوسرے صاحب) میرا نام ابوالخیر اور وطن بانس بریلی ہے۔

**مؤلف**۔ آپ صاحبون نے کہان اور کیا تعلیم پائی ہے۔

**ابوالخیر**۔ مین نے بریلی کالج مین تعلیم پائی ہے اور صرف انٹرنس پاس ہون۔

**بشیر احمد**۔ مین نے لاہور کالج مین تعلیم پائی ہے اور بی۔ اے مین کامیاب ہون۔

**مؤلف**۔ (مولوی صاحب کو ملا کر) یہ ایک مولوی صاحب جونپور کے رہنے والے ہین۔ لکھنؤ و دہلی مین انہون نے معقول و منقول کی تعلیم پائی ہے اور انکی عربی کی درسی کتابین ختم ہین

میرے دوست وعنایت فرما ہین۔

**مؤلف**۔ آپ یہان کیسے آئے۔

**بشیر احمدؐ**۔ ہم دونون امسال اپریل مین ولایت جانیوالے ہین ولایت روانہ ہونے سے پہلے ہند کے مشہور مقامات کی سیر مدنظر ہے یہان محض مسافرانہ آنا ہوا ہے۔ کل ہی یہان سے مدراس روانہ ہونیکا قصد ہے۔ اور پھر وہان سے کلکتہ ہوتے ہوئے وطن کو لوٹ جائینگے۔

**مولوی صاحب**۔ آپ لوگون کے ہاتھ مین یہ کتابین کیا ہین؛

**ابوالخیر**۔ میرے ہاتھ مین "Land of Islam" "ملک اسلام" ہے جو مدراس کی کسی پادری جماعت کی تصنیف ہے۔

**بشیر احمدؐ**۔ میرے ہاتھ مین "Arabic Authors" یعنی "مصنفان عرب" ہے یہ بھی کسی انگریز کی تصنیف ہے۔ (ابوالخیر کی بھی کتاب لیکر) دیکھیئے یہہ دونون حاضر ہین۔

**مولوی صاحب**۔ مین انگریزی بالکل نہین جانتا۔

**بشیر احمدؐ**۔ ہان مولوی صاحب اگر آپ اجازت دین تو ہم ابھی آپسمین جو گفتگو کررہے تھے اسکو آپ سے بھی عرض کرین۔ ابوالخیر آؤ مولوی صاحب سے ہم اون اعتراضون کو جو ان کتابون مین درج ہین دریافت کرین۔ یقین ہے کہ مولوی صاحب سے ہماری تشفی اور ان اعتراضون کی تردید ہو جائیگی کیونکہ مولوی صاحب عربی کے عالم ہین اور مذہب کے ماہر۔

**ابوالخیر**۔ ہان بہتر ہے۔ پوچھیئے۔

**بشیر احمد**۔ دیکھیئے مولوی صاحب۔ ایک پادری نے حضرت امام حسنؑ کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے۔

"Hassan, the son of Ali, was called the Divorcer, because he divorced his wives 70 or 90 times"

ترجمہ۔ حضرت امام حسن علیہ السلام فرزند جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب طلاق تھا
کیونکہ اونہون نے اپنی ازواج کو ستر یا نوسے بار طلاقین دی تہین۔

اور یورپ کے ایک مصنف نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام "Arabic Authors"
یعنی "مصنفان عرب" رکھا ہے۔کتاب تو بہت اچھی لکھی ہے۔لیکن ایک جگہہ پر یہ عبارت درج ہے

"Omar himself was an early convert of A.D. 615, and a sudden conversion like our Paul; but one made his converts by fanaticism and the sword, the other by preaching and the pen".

اسکا ترجمہ یہ ہے:۔

حضرت عمر نے بہت جلد مثل ہمارے سینٹ پال (جنکو اسلام مین پولس مقدس کہتے ہین) کے
اسلام قبول کرلیا لیکن فرق یہی تہا کہ ایک نے بزور شمشیر و مذہبی تعصب و ظلم سے اپنے پیرو بنائے
اور دوسرے نے وعظ و قلم کے زور سے۔

ہم دیر سے یہان بیٹھے ہین اور اس کتاب کی ان عبارتون پر غور کررہے ہین چونکہ عربی زبان
یا پیشوایان مذہب کے حالات سے ہمکو بالکل بہرہ نہین ہے اس سبب سے سخت کلفت ہے اور ہم تحریر کو
نہ سچ کہہ سکتے ہین نہ جہوٹ۔آپ عالم ہین آپکو پوری واقفیت ہے۔آپ براہ کرم اسکا جواب ہمکو سمجہائے
اور اگر ممکن ہو تو ہمکو بحوالہ کتب تاریخی لکھکر دیجئے۔ہمکو بیحد جوش ہے۔ہم اوسکا ترجمہ طبع کراکے شائع کرینگے
یا کوئی مضمون کسی معزز اخبار مین دینگے۔

**مولوی صاحب**۔مین انگریزی بالکل نہین جانتا اور تاریخ سے مجہے بہت کم بہرہ ہے اور عیسائی
یا پادریون کے اقوال کا جواب ہی کیا۔سب جہوٹ اور بہتان ہے۔ایسی لغو باتون کا پڑہنا یا دیکہنا
خلاف مذہب و گناہ ہے۔

**مؤلف**۔مولوی صاحب کے جواب پر ہم دونون مسکرا کے چپ ہو رہے مین نے مولوی صاحب

سے کہا۔واہ سبحان اللہ ایک مخالف مذہب نے معاندانہ بدگوئیان ہمارے پیشوا کی نسبت لکھکر شائع کردی ہیں اور آپنے زبانی جمع خرچ سے اونہین ٹال دیا۔ان حضرات کی تسکین آپکے جواب سے نہین ہوسکتی۔جنابمن (اون دونون صاحبون کی طرف مخاطب ہوکر) مین آپکا پورا جواب دینے کو تیار نہین ہون لیکن مختصر طور سے اسقدر عرض ہے کہ عیسائی یا یورپین علما مین تین قسم کے مصنف ہین:-

پہلی قسم کے عیسائی مصنفین-

**قسم اول**-اسمین وہ چند عیسائی یورپین فاضل داخل ہین جو یورپ کی بہت سی زبانین جانتے ہین اور اپنی تصنیفات مین تحقیق وتدقیق سے کام لیتے ہین کبھی اعتدال سے نہین بڑہتے اور جو بات تحقیق سے ثابت نہوا وسپر استدلال نہین کرتے اونکا ماخذ کبھی کبھی عربی ہوتا ہے ورنہ فرانسیسی یا جرمنی کی قدیم تصنیفات جو اسلام پر لکھی گئی ہین-البتہ اپنی علمی قوت اور تحقیقاتی ادراک وباریک نظری کے سبب سے کہین کہین استنباط واستخراج سے کام لیتے ہین اور اپنی ذاتی راے کو دخل دیتے ہین مگر وہ بھی نہایت تہذیب وسلیقہ سے-ایسی تحریرات کی تردید البتہ مشکل ہے اور اوسکو وہی کرسکتا ہے جو عربی مین تبحّر رکھتا ہو اور جسکو اسلامی تواریخ پر عبور ہو یا یورپین اسلامی تصنیفات پر پورا دسترس ہو جسکا مادہ فرانسیسی وجرمنی زبانون مین بہت ہے-ایسے مصنفین بہت کم ہین جیسے سر ولیم میور و باسورتھ وغیرہ-

دوسری قسم کے عیسائی مصنفین-

**قسم دوم**-اسمین وہ تمام مصنفین ومولفین شامل ہین جو علم وفضل مین کمال نہین رکھتے- اور اونکی معلومات کا ذخیرہ بہت محدود ہے-انگریزی زبان پر قدرت خوب ہوتی ہے اور ماخذ انکا عربی تو قطعاً نہین ہے-زیادہ تر انگریزی مصنفین کی تصنیفات انکے ماخذ ہین انکی تصنیفات ایسی مُدلّل وتحقیق وتدقیق سے مُسجّل نہین ہوتین کہ مسلمان انپر پورا بھروسہ کرین- یہ اپنی خودرائی سے سنی سنائی باتین بھی کبھی لکھدیا کرتے ہین-انکی نکتہ چینی یا اسلام کی عیب جوئی اکثر بے بنیاد ولغو ہوتی ہے-ایسے ہی لوگون سے صرف انگریزی دانون کو مغالطہ ہوتا ہے-مسٹر بشیر احمد آپکا رسالۂ مصنفین عرب جو مولفہ مسٹر آربتھ نات صاحب ہے اسی قسم کی کتاب ہے-

اس مصنف کی وقعت اسی سے ظاہر ہے کہ موجودہ صدی کے یورپین مصنفین مین اسکا شمار نہین ہے مشہور کتاب نیشنل بائگرفی* مین جو یورپین قدیم و جدید مصنفین و مشاہیر کے حالات مین لکھی جا رہی ہے اور جسکی پچہتر جلدین ابتک لکھی جا چکین اور جسمین اسکا نام ہونا تہا لیکن یہ اس قابل کہان تھے کہ نام درج ہوتا نہ اسکی اس کتاب کا ذکر کسی کتاب مین ہے - اپنی تمام کتاب مین تو عرب و اسلامی متقدمین کی تعریف کی لیکن ایک جگہہ اپنی ایک بے بنیاد ذاتی رائے کو درج کر دیا جسپر آپکو رنج پہونچا اور آپ اُسکے تحقیقی جواب کے متجسس ہوئے - ایسے مصنفین کی یہی حالت ہے کہ جب اسلام پر کوئی کتاب لکھنے بیٹھے اور قلم فرسائی شروع کی تو یہ خیال دل مین پیدا ہوا کہ ہین کتاب مین سب تعریف ہی تعریف لکھین یہ ٹھیک نہین کچھہ برائی بھی چاہیئے - بس کہین کہین ایک آدہ فقرہ بدگوئی کا لکھہ گئے - اس سے کچھہ غرض نہین کہ تاریخ مین اسکا کچھہ ثبوت بھی ہے یا نہین - انکی کتاب مثال نیش عقرب کے ہے کہ تمام جسم زہر سے صاف ہے بس دُم پر ہاتھہ رکہا اور نیش نے کام کیا - پوری کتاب پڑھہ جایئے تو تمام تعریف ہی تعریف ہے لیکن ایک آدہ جگہہ زہریلا نیش بھی چھپا ہوا ہے وہان نظر پڑی کہ آنکھونکی راہ دل پر ڈنک لگا -

تیسری قسم کے عیسائی مصنفین

**قسم سوم** - اسمین وہ اکثر مشنری و پادری مولفین ہین - جنکا فرض ہرزہ سرائی - یاوہ گوئی - یا بدگوئی ہے - یہ لوگ اسی کی روٹی کہاتے ہین کہ اسلام کو جہانتک امکان مین ہو برا کہو اور لکھہ لکھکر کے شایع کرو - انمین سے قدیم مشنری مصنف تو انتہا درجہ کے متعصب تھے - انکی کتابین بدگوییون گالیون سے بہری رہتی تہین اور اونکی خاص غرض اس سے یہ تھی کہ اونکی قوم اسلام سے بدگمانی رکھے اور اسلام کو اپنا دشمن خیال کرتی رہے - اور نیز یہ کہ اسلام کی اصل حقیقت عام طور سے یورپ مین نامعلوم رہے - جب بعض اول قسم کے انگریزی مصنفین نے اپنی منصفانہ تحقیقات سے کام لیکر چند کتابین لکھین اور وہ شایع ہوئین تو ان متعصب عیسائیون کا

---

* Dictionary of National Biography by Leslie Stephen
لغت قومی سوانح عمریون کی مصنفہ لسلی سٹیفن

بازار از خود سرد ہوگیا اور وہ سخت پشیمان ہوئے اور سوا سے اسکے کوئی چارہ کار نہ دیکھا کہ چھوٹے چھوٹے رسالے لکھکر جاہلون اور نیم ٹرون عوام کالانعام مین مفت تقسیم کرین تاکہ بھولے بھالے ہند کے مسلمان اپنے مذہب سے کارہ ہون اسی قسم کا رسالہ وہ ہے جسکا نام "ملک اسلام" ہے۔ اس رسالہ کے ترتیب دینے والی لندن و مدراس کی ایک مشنری جماعت ہے اور اسکا اور ایسی ہر کتاب کا ماخذ قدیم مشنریون کی تالیفات یا دشمن اسلام یعنی یوروپین اخبارات کی تحریرات ہین۔ یہ کم ظرف مشنری سمجھتے ہین کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان تو ہماری کتاب کی وقعت نہین کرینگے اور اون اول قسم کے یوروپین محققین کے مقابلہ مین ہماری تصنیفات کسیطرح کارگر نہوگی اس سبب سے چھوٹے چھوٹے رسالے لکھوا اور اوسکو تصویر وغیرہ سے دلچسپ بناؤ تاکہ اسکول کے بچے یا ادنیٰ انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان اونکو پڑھکر اسلام سے بدگمان ہوجائین۔ یہی سبب ہے کہ ایسے رسالے مفت تقسیم ہوتے ہین یا قیمت اونکی برائے نام ہوتی ہے۔

مسٹر ابوالخیر۔ آپکا یہ مختصر رسالہ اسی قسم کا ہے **بیت**

ہر زمانم درد دیگر میرسد

زین حریفان بردل و جان الغیاث

میری یہ تقریر سنکر بشیر احمدؐ جو بیحد رقیق القلب اور ایک سچا مسلمان تھا بے اختیار رونے لگا اور سب آبدیدہ ہوگئے۔ نوخیز ابوالخیر تو جوش غضب سے آگ ہوگیا اور اُس تھوڑی سے واقفیت کے بعد مشنریون کی مفسدہ پردازیون پر نفرین کی۔

بشیر احمدؐ۔ (میرے طرف اشارہ کرکے) آپکی گفتگو نہایت موثر۔ آپکی تقریر نہایت دلچسپ اور آپکی رائے نہایت صائب ہے۔ بیشک یہ مشنری و پادری بڑے ظالم ہین۔ دنیا کی اکثر خونریزی انہین کے سبب سے ہوئی اور چین کے واقعات تو ابھی پیش نظر ہین۔ یورپ کے بعض حکیم و عقلا کی رائے ہے کہ انکی مفسدہ پردازی کا جو کبھی کبھی دنیا کو تہ و بالا کردیتی ہے معقول انتظام کرنا چاہیئے۔ مین نے بڑے بڑے انگریزی اخبار و تمدن

مشنریون یعنی درجہ سوم کے عیسائی مولفین کے خلاف گورنمنٹ التیا کی رائے۔

انکے حالات پڑھے ہین لیکن یہ نہین جانتا تہا کہ چپکے چپکے یہ اسلام پر بھی ہاتھ صاف کر رہے ہین - کم سے کم پولٹیکل مصلحت اسکی مقتضی ہے کہ گورنمنٹ انگریزی انکو اون ناجائز و سہک تحریرات کے شایع کرنے سے روکے جسکے سبب سے مسلمان رعایا کی مذہبی توہین ہوتی ہے گو گورنمنٹ انگریزی اونکی کسی طرح سے حمایت نہ کرے لیکن مدراس مین بیٹھکر کسی مشنری جماعت کا "ملک اسلام" سے کتاب لکہنا مسلمانونکی ضرور دلشکنی کا باعث ہے مین لیورپول پہنچکر انشاءاللہ تعالے شیخ عبداللہ کوئیلم سے اس بارہ مین گفتگو اور مشورہ کرونگا - اگر راے ہوئی تو ایک موثر و زوردار مضمون سے گورنمنٹ آف انڈیا کو اسطرف متوجہ کرونگا - اگر ہمارے مخالف یہ مشنری نہوتے تو ہم کبھی یہ استحقاق نہ رکھتے کہ گورنمنٹ سے اونکے روکنے کی استدعا کرین بلکہ قانونی دروازہ کہلا تہا - قانون سے چارہ جوئی کرتے - لیکن جب ہمارے مقابلہ مین مشنری ہین تو ہم اونکو گورنمنٹ سے علیحدہ نہین سمجھ سکتے اور کبھی قانون کو اپنا چارہ ساز نہین بنا سکتے - بلکہ گورنمنٹ سے ایسی آرزو کرنا مناسب ہے کہ وہی اونکو ایسے دل آزار تالیفات سے باز رکھے - رعایا اور وہ بھی مسلمان وفادار رعایا کی دلجوئی گورنمنٹ کا پہلا فرض ہے - میرے خیال مین ضرور ہے کہ مسلمان اس بارہ مین گورنمنٹ ہند کو کانفرنس یا ندوہ کے ذریعہ سے لکہین - کانفرنس یا ندوہ اسلام ہند کا بہترین قایم مقام ہے اور چونکہ یہہ ایک مذہبی استدعا ہے اس سبب سے اسکا ندوہ پر زیادہ حق ہے -

گورنمنٹ سے التجا کرنیکی راے پر مخالفت

**مؤلف** - بہائی اصل یہ ہے کہ کسی قوم مین جبتک علم کے ساتھہ دولت نہو وہ بالکل بے حس و ناپرسان قوم ہے - ہم مین نہ دولت ہے نہ علم - خال خال جو ذی علم ہین وہ دولت سے عاری اور جو دولتمند ہین وہ علم سے معرا - نہ اونہین ثروت کہ آزادی سے کچھ کہہ سکین اور نہ انکو واقفیت کہ خود متاثر ہو کر کچھ کر سکین کانفرنس و ندوہ دونون ایسے ہی افراد سے بہرے ہین اور اپنی اپنی رام کہانی گا رہے ہین - ذیعلم تو نادار ہین - اسلئے کما ینبغی مذہبی حمایت سے مجبور ہین - اور دولتمند غافل اور خوشامد کے نشہ مین چور ہین - تاہم کانفرنس نے تو اس قسم کے کئی مذہبی کام کئے بھی ہین - ندوہ تو ابھی طفل مکتب یا شیر خوار بچہ ہے جب دولت و علم سے یہ دونون گروہ مستحکم ہو جائینگے تو یقین ہے کہ ایسی خدمتون کو چشم زدن مین بجا لاسکینگے اور اگر اب بھی یہ دونون گروہ یک ہوتے

تو بخوبی بجالا سکتے۔ لیکن انکی تفریق نے اسلامی قوت کو گھٹا دیا اور رہی سہی عزت کو صدمہ پہنچایا اور اگر یہی تفریق رہی تو (دور از حال) اور بھی صدمہ پہنچیگا۔ اور اسکو غور کیجئے کہ جب ہم گورنمنٹ کے نزدیک اس قابل ہو جائینگے کہ اپنے دینوی حقوق کو حاصل کر سکین تو دینی حقوق تو ہمکو خود حاصل ہو جائینگے۔ ابھی تو ہم واقعی طور سے کسی قابل ہی نہین۔ پہلی منزل تو ہماری افلاس کی ہے اسکو تو قطع کرلین پھر دوسری منزل علم کی ہے پھر تیسری منزل اغراض وحقوق قومی و مذہبی کی ہوگی۔ ابھی تو کانفرنس و ندوہ پہلی منزل مین سر ٹپک رہے ہین دوسری اور تیسری منزلین تو دور ہین اور سب سے کٹھن ہماری پہلی ہی منزل ہے کیونکہ۔

گر جان طلبی مضایقہ نیست
زر می طلبی سخن درین است

مشنری مصنف ہمارے مذہب کا بال بیکا نہین کر سکتے ہان صرف ہمکو اسکی ضرورت ہے کہ انگریزی یا یورپین مصنفین کی یہ تقسیم ہمارے پیش نظر رہے اور اول قسم کے مصنفین سے آگاہی یا عربی تاریخ سے واقفیت حاصل کیجائے۔ صرف انگریزی دانونکے لئے اس آگاہی و واقفیت کی نہایت ضرورت ہے ورنہ اونکی مذہبی لاعلمی کے باعث مشنریون کی تصنیفات اُنکو بہکا سکتی ہین۔ میرے خیال مین گورنمنٹ سے اس قسم کی استدعا کا وقت نہین آیا اور اگر ایسی استدعا مناسب بھی خیال کیجائے تو مطلب برآری کی امید نہین ہے کیونکہ گورنمنٹ نے قانون بنا دیا ہے وہی سب کا چارہ کار ہے۔

گورنمنٹ سے التجا کرنیکی رائے پر جو مخالفت کی گئی اوسکی تائید۔

ابوالخیر۔ بیشک آپ صحیح کہتے ہین۔ جبتک ہم دولت و علم سے آراستہ نہولین اور مذہبی حسنات و برکات سے واقف نہو جائین اس قسم کے مذہبی حقوق کا گورنمنٹ سے طلب کرنا یا مشنریون کو اونکی بدگوییون سے روکنا عبث و بے سود ہے۔ اول تو ہم مین خود اتنا جوہر ہونا چاہئے کہ ہم کسی کے بہکانے سے نہ بہکین اور دوسرے یہ کہ جب وہ ہمکو یا ہمارے مذہب کو برا کہین تو ہم بھی اوسکا جواب ترکی بترکی وین۔ ہمارے جواب دینے مین گورنمنٹ مزاحم ہے نہ اپنے مشنریونکی طرفدار ہے۔ لیکن ہمکو تو اسوقت رات دن کا کاٹنا ہی مشکل ہو رہا ہے

اور افلاس

اور افلاس و نا اتفاقی نے قوم کو پوست و استخوان کرر کہا ہے۔ ایسی صورت مین مشنریونکا مقابلہ ہو تو کیونکر ہو۔

گورنمنٹ سے کیسے کوئی درخواست یا التجا کیجا سکتی ہے

**مولف**۔ گورنمنٹ انگریزی نہایت آزادی پسند گورنمنٹ ہے اسکے سامنے کسی درخواست کے پیش کرنیکا بڑا اصول ادب و تہذیب ہے۔ چاہیے کہ کمال ادب کے ساتھہ بحثیت ایک خیر خواہ و فریاد رس رعایا کے التجا کیجاے نہ کہ نیشنل یا ہندو کانگرس کیطرح شورش برپا کیجاے۔ یہ اچھی طرح سمجھہ لیجیے کہ ہندوستان ایسی جگہہ نہین جہان یورپ کا طرز عمل کارگر ہو۔ یہ ایک پولیٹیکل غلطی ہوگی اگر ہندوستان جیسے ملک مین جہان کی رعایا و بادشاہ مختلف المذہب و مختلف الاصول ہون یورپ کے اصول سلطنت پہیلانیکی کوشش کیجاے۔ ہان اخلاقی یا تعلیمی امداد کا دروازہ کہلا ہے ہم جسوقت چاہین اپنی مہربان گورنمنٹ سے اس بارہ مین التجا کرسکتے ہین۔ بہر حال بہائی بشیر احمد صاحب یہ بحث طول و فضول ہے۔ رموز سلطنتِ خویش خسروان دانند۔ اب رات زیادہ آگئی۔ آپ کہان ٹہرے ہین ہمکو بھی دور جانا ہے۔ اب اجازت ہو۔ خدا حافظ۔

مکہ مسجد مین جو گفتگو ہوئی اوسکو ایک رسالہ مین لکہنا

**بشیر احمد**۔ نہین۔ ابھی ٹھہرے۔ ابہی کچہہ بہت دیر نہین ہوئی۔ چاندنی رات ہے۔ ہم کل حیدرآباد کو خیرباد کہینگے۔ پھر یہ لطف ملاقات کہان میسر ہوگا۔ ہم ہوٹل مین ٹھہرے ہین۔ ہوٹل بارہ بجے رات تک کہلا رہتا ہے مجھکو آپ سے اور بھی باتین کرنی ہین۔ میری یہ گذارش ہے کہ براہ کرم ابھی جو مصنفین یورپ کے نسبت آپنے تقریر فرمائی ہے اسکو مع اون دونون اعتراضات کے جواب کے جو ان دونون کتابون مین درج ہین ایک رسالہ کی شکل مین طبع کرا دیجیے۔ مین وعدہ کرتا ہون کہ اگر جواب مدلل و معقول ہوا تو مین انشاء اللہ اوسکا ترجمہ انگریزی مین کر کے انگلستان مین شایع کرونگا۔ اور بھی جو مدد کی ضرورت ہوگی مین حاضر ہون۔ یہ کتابین آپکے حوالہ ہین۔ انکو لیجیے اور آج ہی سے جواب لکہنا شروع کر دیجیے۔ مجھکو یقین ہے کہ آپ اس کام کو انجام کر سکینگے اور آپکی تقریر و باریک نظری سے ظاہر ہے کہ آپکا رسالہ دلچسپ و مقبول و بہت سود مند ہوگا۔

**مؤلف** - مین تعمیل ارشاد کو حاضر ہون لیکن مین نہ باریک نظر ہون نہ مجہہ مین تالیف کی لیاقت ہے

رسالہ کے لکہنے کی معذرت

کتاب کا لکھنا بہت مشکل کام ہے علی الخصوص اس زمانہ مین کہ علم کا چرچا روز بروز بڑھتا جاتا ہے کتاب لکہنے کے لئے سب سے ضروری چیز اطمینان قلب ہے یہان اوسی کا رونا ہے تاہم اپنی بضاعت کے موافق ایک رسالہ لکہونگا اور قوم سے التجا کرونگا کہ اگر یہ رسالہ مقبول ہو تو یہی ورنہ اسی قسم کے اور رسالے عجلت کے ساتھ نہایت کثرت سے اطراف واکناف ہند مین مفت تقسیم کرائے اس سے خاص فایدہ یہ ہوگا کہ مذہبی لاعلمی کے سبب سے مجرد انگریزی دانون مین جو ایک قسم کی بے پروائی وخام خیالی پیدا ہونی شروع ہوتی ہے وہ اگر موقوف نہین تو بہت کچہہ کم ہو جایگی اونہین مذہب کی نسبت غور وفکر کرنے کا مادہ پیدا ہوگا اور یقین ہے کہ جب ایسا مادہ پیدا ہو جائیگا تو وہ تفتیش وتحقیق پر آمادہ ہونگے اور اکثر گمراہی وسرکشی کی بلا سے نجات پا جائینگے - اور پہر رفتہ رفتہ لامذہبی کا اندیشہ جو ایسے انگریزی دانون کی طرف سے ہے وہ بالکل کافور ہو جائے گا -

**بشیر احمد** - افسوس کہ آپکی بے بہا رائے مفت تقسیم کرنیکی بالکل قوم کی قدردانی کی محتاج ہے

میرے حالات کا استفسار

اسمین شک نہین کہ اسکول وکالج کے طلبا یعنی اسلامی آیندہ نسل کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرنا اور چند ایسے رسالے جنمین یوروپین مصنفین کی حقیقت اور نئے مذاق کے موافق مذہبی خصایل درج ہون طبع کرا کے تقسیم کرنا فقہ وعقائد کی تعلیم سے بدرجہا زیادہ موثر ہے اور مین اسمین اون جان سے کوشش کرونگا آپ نمونہ کے طور پر ایک رسالہ لکہیئے اور میرے پاس بہیجیئے - آپ یہان کس کام پر ہین اور کچہہ متحیر سے کیون نظر آتے ہین -

اپنے مختصر حالات کی تشریح اور اصول تالیف کی توضیح اور پہر تالیف کی معذرت

**مؤلف** - مین نے اپنی بے اطمینانی قلب وبے بضاعتی کی شکایت کسی بات کی ہے جسکی خاص وجہ یہ ہے مصرع

دل ضعیف کہ ہست او بنازکی چو زجاج

آفات وحوادثات زمانہ نے دل کو چور کر دیا ہے بیس برس سے یہ کوشش وتمنا ہے کہ گوشہ عافیت اور کتب بینی کی کافی فرصت تالیف وتصنیف کا مشغلہ ہو اور قوت لایموت سے استغنا وطن کی سرزمین ہو

اور یہ دل حزین ہے۔ مگر افسوس کہ ابتک کوئی تمنا پوری نہوئی نہ وہ بھی ہوگا کوئی امید برآئی جسکی۔ اپنی تو یاس بھی بن بنکے بگڑ جاتی ہے۔ آپ سے سچ عرض کرتا ہون کہ اب تو ولولے و جوش بھی پست اور سرد ہوگئے۔ دل مرگیا۔ خواہش بجھہ گئی اور یہ رباعی اکثر وردِ زبان رہتی ہے رباعی

گر آمدن بمن بُدے نامدمے +

ور نیز شدن بمن بُدے کے شدمے

بہ زان نہ بُدے کہ اندرین عالم خاک + نہ آمدمے نہ شدمے نہ بُدمے

یہی سبب ہے کہ اطمینان قلب حاصل نہین ہے اور تالیفات مین جو ایک اہم کام اور میری بضاعت علمی سے مشکل تر ہے جی نہین لگتا اور جی کیونکر لگے کام میرا دورہ و گشت کرنیکا۔ عہدہ میرا ناظر مدارس کا ہے جو ہندوستان کے ضلع وزیٹر یا ڈپٹی انسپکٹر اسکول کے مساوی ہے۔ ضلع وزیٹر یا ڈپٹی انسپکٹر کے حقوق۔ اختیارات و عزت یہان کے ناظرون سے زیادہ ہین لیکن فرایض منصبی دونون کے یکسان ہین۔ اب آپ اس سے سمجھین کہ جس شخص کی تمنا وطن کی خاک پر بیٹھکر کتب بینی تالیفات و گوشہ نشینی مین زندگی بسر کرنیکی ہو اور اوسکو ملک دکن مین روزانہ گشت کرنا پڑتا ہو اور تحفظ رزق و فرض منصبی کی انجام دہی کے لئے دائمی دورہ اور نت نیا گھر بنانا پڑتا ہو اوسکے تحسر کا کیا حال ہوگا اور اوسکا دل غمدیدہ کیون نرہیگا۔ یہی سبب ہے کہ مین متحسر و غمدیدہ نظر آتا ہون ورنہ اللہ کا شکر ہے کہ کوئی بے رزقی نہین ہے اور قوت لایموت سے بہت زیادہ ملجاتا ہے گو تمنا تو یہ تھی کہ رباعی

در دہر ہر آن کہ نیم نانے دارد

وز بہر نشست آشیانے دارد

نہ خادم کس بود نہ مخدوم کسے + گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

دوسرا سبب میرے تحسر کا یہ ہے کہ عرصہ ہوا کہ ایک کتاب مین نے لکھی تھی جو ابتک بلا چھپے ہوئے پڑی ہے اور جسکا نام **غبار دل یا اسباب تنزل** ہے۔ بہت سر مارا کہ یہ کتاب چھپکر شایع ہو اپنے مداخل نے اس ہمت پر دلیر نہ کیا۔ بعض امرا و روساکی دربار داری کی گئی اور بہت منت و سماجت سے

عرض پرداز ہوا کہ دیکھئے کتاب اچھی ہو تو اسکے طبع کا بار آپ تنہا یا دو چار احباب کی امداد سے اوٹھائے لیکن بہائی بشیر احمد کسی حکم تک نہوا۔ بعضون نے اس ذکر کو ایسا لیت ولعل مین ٹالا اور ظاہری اخلاق و مصنوعی چاپلوسی سے ایسا دور دفع کیا کہ قومی بیحسی پر سخت رنج ہوا اور علمی ناقدردانی پر سخت تحسر اور بے اختیار یہ آیت زبان پر آئی۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا
بیشک اُڑانے والے شیطان کے بہائی ہین اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکرا

اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہے کہ "مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت مین اسکو بیجا اُڑانا ناشکری ہے" گویا اسکا مفہوم یہ ہے کہ مال کی سی بڑی نعمت کو نہایت احتیاط سے صرف کرنا چاہئے اور بے احتیاطی سے صرف کرنا کفران نعمت ہے لیکن ہمارے امراء ہزارون روپیہ خرچ کرتے ہین اور امارت و خود پرستی مین ڈوبے ہوے ہین اونسے اتنا نہین ہوتا کہ کسی نیک کام مین بلاجبر و اکراہ کچھہ مدد کرین۔ حالانکہ میری کتاب پر بعض فاضلو نکا ریویو ہے اور چھپنا اوسکا ایک قومی کام خیال کیا گیا ہے جس شخص کے تحسرات کے یہ حالات ہون اوسکا دل پہر کسی کتاب کے لکھنے پر کیونکر آمادہ و مستعد ہو سکتا ہے میری دانست مین کسی کتاب کی تالیف مین دو باتین چاہئے ایک جدت اور دوسرے مذاق زمانہ جبتک یہ دونون باتین کتاب مین نہون کوئی کتاب مقبول نہین ہو سکتی۔ جدت سے مراد یہ ہے کہ کتاب کی ترتیب و مضمون ایسا ہو جس سے محض نقل یا ترجمہ نہ پایا جاوے بلکہ کوئی نئی بات اوسمین ہو اور مذاق زمانہ کا مفہوم تو ظاہر ہے اوسکی وضاحت کی چندان ضرورت نہین۔ بہرحال ایسی ہی کتابین جسمین یہ دونون باتین پائی جائین یورپ کی تصنیفات و تالیفات کی جاتین ہین اور یورپ والے ان شرائط کو اس عمدگی سے نباہتے ہین کہ عام لوگ ہین نہین سمجھہ سکتین۔ جدت و قوت آخذہ مین اونہون نے اسقدر ترقی کی ہے کہ بہت سی باتون مین اونکو نہ صرف اجتہاد بلکہ ایجاد کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ بہرحال جبتک یہ شرائط ہند کی تصنیفات و تالیفات مین بکثرت نہون ملک یا قوم کو فائدہ نہین ہو سکتا اور کسی کتاب مین ان شرائط کا پورا کرنا یا صنعت شاقہ ہے اور بالکل انسان کی دماغی قوت خدا داد و استعداد علمی پر منحصر ہے اور یہ شرایط مجھہ جیسے کم مایہ آدمی مین بہت کم ہین اسلئے آپسے معافی چاہتا ہون

آپ معاف فرمائین اور اس کام کو خود انجام دین یا اسکا خیال دل سے دور کرین۔

**بشیر احمد**۔ اب تو اتنا وقت نہین ہے کہ آپکی پہلی کتاب کے دیکھنے کا موقع ملے۔ خدا اوس کے چھپنے کا سامان کردے تو ایک جلد مجھکو ضرور بھیجئے۔ اگر مین ولایت کو جاتا نہوتا تو (پھر تالیف رسالہ کا اصرار۔) آپکی پہلی کتاب کو ضرور پڑھتا اور ممکن نہ تہا کہ لاہور جیسے ہمدرد شہر مین اوسکے عمدہ طور پر طبع ہو جانے کا بندوبست نہو جاتا۔ خیر اب مین وعدہ کرتا ہون کہ میرا یہ فرمایشی رسالہ مرتب کیجئے اور اوسکا مسودہ میرے پاس بھیجئے مین اُسکے چھاپنے کا ذمہ دار ہون۔ باقی رہے دوسرے تحسرات اُسکے اسباب ایسے ہین جو مشیت ایزدی پر منحصر ہین اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ خداوند تعالے اپنی قدرت یزدانی دکہانے کے لئے اکثر انسانی تمناؤن و مقصدون کے خلاف اوسکا سامان زندگی مہیا کرتا ہے اور یہ تحسر کی بات نہین ہے لیکن جبکا دل ذکی الحس و ملائم ہوتا ہے اوسکو چارہ نہین ہے کہ دل متاثر نہو اور غمدیدہ نرہے۔ خدا آپکی مدد کرے اور آپکی مراد برلائے۔

**بیت**

در فیض است منشین از کشایش ناامید اینجا
برنگِ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا

**مؤلف**۔ آپ ولایت جاتے ہین اور مین یہان رہونگا آپکے پاس مسودہ بھیجنے اور وہان سے واپس آنے مین بڑی طوالت ہے۔ اچھا خیر اسی گفتگو کو قلمبند کرکے رسالہ کی صورت مین (تالیف کا وعدہ ضعیف) جمع کرنیکا مین ایک ضعیف سا وعدہ کرتا ہون اگر لکھنے کے بعد طبع کا سامان ہوگیا تو بھیجونگا ورنہ مجبوری ہے

**بشیر احمد**۔ نہین حتمی وعدہ کر لیجئے۔ تب تو مین آپسے جدا ہونگا ورنہ آپکی مخلصی نہین ہوسکتی۔ آپ ایک رسالہ ضرور لکھئے اور ان سب گفتگوؤن کو درج کیجئے۔ اگر رسالہ مقبول ہوا تو (تالیف کا پہر اصرار۔) خود آپکو ایک خاص خوشی حاصل ہوگی اور یقین ہے کہ آپکا مالی فائدہ بھی ہو۔

**مؤلف**۔ آپکی ہدایت کے موافق ایک مختصر کتاب چھپکر یا اُسکا مسودہ مرتب ہوکر آپکے پاس انشاءاللہ ولایت بھیجا جائیگا بعد پسند پھر جو کچھ ہوسکے وہ کیجئیگا اور در اصل یہ تو (تالیف کا پکا وعدہ۔) ایک اسلامی و قومی کام ہے ہم اور آپ دونو تو اسمین حاضر و غائب سرگرم رہنا چاہئے نہین بلکہ تمام

قوم سے فریاد ہے اگر موجودہ و آیندہ نسل کو کسی قسم کی مذہبی تعلیم کی احتیاج ہے تو اوسکی فکر سے غفلت نہین چاہیئے بلا تکلف جسکا جی چاہے اس بارہ مین مجھسے مراسلت کرے اور معقول راے دے مین اپنے عزیز وقت کو اس کام مین نہایت افتخار سے صرف کرنیکو حاضر ہون اور اس قسم کی جو کچھ خدمت مجھسے ادا ہوگی مین اوسکو نہایت شوق سے قومی خدمت سمجھکر انجام دونگا۔ کتاب کے لکہنے مین مجھکو ذاتی فائدہ ہرگز مرکوز خاطر نہین رہتا۔ ہان اپنی بے بضاعتی و بے اطمینانی کے سبب سے یہ ڈر ضرور رہتا ہے کہ کہین کتاب مین غلطی فاحش نہ رہ جاے اور اپنی ہنسی کا باعث ہو۔ بہرحال خدا مسبب الاسباب ہے مین آپکی بات کو رد نہین کرسکتا اور ایفا کا وعدہ واثق کرتا ہون۔ انشاءاللہ تعالےٰ

مکہ مسجد کا جلسہ برخاست اور ہم لوگ اپنے اپنے گہر روانہ ہوے

یہانتک گفتگو کے بعد ہم ایک دوسرے سے نہایت خلوص و تپاک کے ساتھ رخصت ہوئے۔ اور ایک نے دوسرے کو کمال دلسوزی سے خیرباد کہی۔ شبیر احمد کی خوش بیانی و شیرین گفتاری نے مولوی صاحب کو اونکا گرویدہ بنا دیا اور مولوی صاحب کی عام بدظنی جو انگریزی والون سے تہی وہ اوسی روز سے نسیاً منسیا ہوگئی اور اوس دن سے انگریزی والون کو خیرخواہ اور سچا مسلمان سمجہنے لگے اور اونکی نیک دلی کے معترف رہے۔

شب کو مین قریب گیارہ بجے کے گہر پہونچا۔ دیر تک اوس مختصر صحبت کی یاد نے نیند کو پاس آنے

گہر پر پہونچکر اوسیوقت سے تالیف کی فکر۔

نہ دیا۔ خیالات کا سلسلہ دل و دماغ کو پریشان کرنے لگا۔ ناچار اوسیوقت سے اس رسالہ کا لکہنا شروع کردیا لیکن میری بضاعت علمی اس مصرع کی مصداق ہے

زہر خرمنے خوشۂ یافتم۔ تہوڑی انگریزی تہوڑی فارسی اور بہت تہوڑی عربی جانتا ہون۔ ایسا شخص کوئی ایسی کتاب جس سے قوم کو فایدہ پہونچے اور ذی علمون کے پڑہنے کے قابل ہو کیا لکہہ سکتا ہے لیکن ایفاے وعدہ کے خیال سے کچہہ کرنا لازمی ہے اور خدا سے امداد و اعانت خاص کی امید ہے۔

**رباعی**

بکشاے درم کہ در کشایندہ توئی

بنماے رہم کہ رہ نمایندہ توئی

من دست بہیچ دستگیرے ندہم + کاینشان ہمہ فانی اند پایندہ توئی

پہلے رسالہ کا یہ مقدمہ لکھا گیا جب مقدمہ ختم ہوا تو رسالہ کے نام کی فکر ہوئی بے ساختہ دل نے پکارا کہ اس رسالہ کا نام **کلام ناطق** رکھو۔ غرض یہی نام رکھا گیا۔ اسمین یہی ایک مقدمہ اور چار نطق ہین۔

**نطق اول**۔ دعوت یا تبلیغ اسلام کے متعلق آیات قرآنی اور اونپر ایک مختصر بحث۔

**نطق دوم** حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کی نسبت انگریزی مصنفین کی رائین اور پہر آرتہیناٹ صاحب کے وہم و وسوسہ کی تردید۔

**نطق سوم**۔ حضرت عمرؓ اور سینٹ پال کی مختصر سوانح عمری۔ اور پہر اونکا مقابلہ۔

**نطق چہارم**۔ حضرت امام حسنؓ پر جو اعتراض ہے اوسکا جواب۔

# نطق اول

## متعلق

## دعوت یا تبلیغ اسلام کے چند آیات قرآنی اور انپر ایک مختصر بحث

دعوت یا تبلیغ اسلام کے بارہ مین قرآن کی چند آیات اور اونپر بحث۔

(۱) لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

زور نہین دین کی بات مین کہل چکی ہے صلاحیت اور بیراہی۔ اب جو کوئی منکر ہو مفسد سے اور یقین لاوے اللہ پر اوسنے پکڑی گرہ مضبوط جو ٹوٹنے والی نہین اور اللہ سنتا ہے جانتا

اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ ابو الحصین انصاری کے دو لڑکے تھے جو اسلام لا چکے تھے۔ دفعتاً ملک شام سے ایک نصرانی مدینہ آیا اور اوسنے ان لڑکون کو ایسا بہکایا کہ انکو اپنے دین کیطرف مائل کر لیا۔ اور جب وہ شام کو واپس چلا تو یہ لڑکے بھی اوسکے ہمراہ ہو لئے۔ ابو الحصین نے جناب رسول صلعم کے پاس اس حادثہ کی خبر دیکر اجازت چاہی کہ اگر آپ فرمائین تو مین شام کو جاؤن اور اون لڑکونکو زبردستی اسلام مین پہیر لاؤن۔ اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی اور آپنے اونکو زبردستی کرنے سے روکا اور اشارہ فرمایا کہ جو شخص کسی دین پر مضبوط ہو گیا اوسپر زبردستی نہ کرو۔ یہ قول ابو داؤد و نسائی کا ہے اور یہی صحیح ہے۔

قوم سے فریاد ہے اگر موجودہ وآیندہ نسل کو کسی قسم کی مذہبی تعلیم کی احتیاج ہے تو اوسکی فکر سے غفلت نہین چاہئیے بلا تکلف جسکا جی چاہے اس بارہ مین مجھسے مراسلت کرے اور معقول راے دے مین اپنے عزیز وقت کو اس کام مین نہایت افتخار سے صرف کرنیکو حاضر ہون اور اس قسم کی جو کچھ خدمت مجھسے ادا ہوگی مین اوسکو نہایت شوق سے قومی خدمت سمجھکر انجام دونگا۔ کتاب کے لکھنے مین مجھکو ذاتی فائدہ ہرگز مرکوز خاطر نہین رہتا۔ ہان اپنی بے بضاعتی و بے اطمینانی کے سبب سے یہ ڈر ضرور رہتا ہے کہ کہین کتاب مین غلطی فاحش نہ رہ جاے اور اپنی ہنسی کا باعث ہو۔ بہرحال خدا مسبب الاسباب ہے مین آپکی بات کو رد نہین کرسکتا اور ایفا کا وعدہ واثق کرتا ہون۔ انشاءاللہ تعالےٰ

مکہ مسجد کا جلسہ برخاست ہوا اور ہم لوگ اپنے اپنے گہر روانہ ہوے

یہانتک گفتگو کے بعد ہم ایک دوسرے سے نہایت خلوص وتپاک کے ساتھ رخصت ہوئے۔ اور ایک نے دوسرے کو کمال دلسوزی سے خیرباد کہی۔ شبیر احمد کی خوش بیانی و شیرین گفتاری نے مولوی صاحب کو اونکا گرویدہ بنا دیا اور مولوی صاحب کی عام بدظنی جو انگریزی دالون سے تہی وہ اوسی روز سے نسیاً منسیا ہوگئی اور اوس دن سے انگریزی دالون کو خیرخواہ اور سچا مسلمان سمجہنے لگے اور اونکی نیک دلی کے معترف رہے۔

گہر پر پہونچکر اوسیوقت سے تالیف کی فکر۔

شب کو مین قریب گیارہ بجے کے گہر پہونچا۔ دیر تک اوس مختصر صحبت کی یاد نے نیند کو پاس آنے نہ دیا۔ خیالات کا سلسلہ دل و دماغ کو پریشان کرنے لگا۔ ناچار اوسیوقت سے اس رسالہ کا لکہنا شروع کردیا لیکن میری بضاعت علمی اس مصرع کی مصداق ہے

زہر خرمنے خوشۂ یافتم۔ تہوڑی انگریزی تہوڑی فارسی اور بہت تہوڑی عربی جانتا ہون۔ ایسا شخص کوئی ایسی کتاب جس سے قوم کو فایدہ پہونچے اور ذی علمون کے پڑہنے کے قابل ہو کیا لکہہ سکتا ہے لیکن ایفاے وعدہ کے خیال سے کچہہ کرنا لازمی ہے اور خدا سے امداد و اعانت خاص کی امید ہے۔

رباعی

بکشاے درم کہ درکشایندہ توئی
بنماے رہم کہ رہ نمایندہ توئی
من دست بہیچ دستگیرے ندہم + کاینشان ہمہ فانی اند پایندہ توئی

پہلے رسالہ کا یہ مقدمہ لکھا گیا جب مقدمہ ختم ہوا تو رسالہ کے نام کی فکر ہوئی بے ساختہ دل نے پکارا کہ اس رسالہ کا نام **کلام ناطق** رکھو۔ غرض یہی نام رکھا گیا۔ اسمین یہی ایک مقدمہ اور چار نطق ہین۔

**نطق اول**۔ دعوت یا تبلیغ اسلام کے متعلق آیات قرآنی اور اوسپر ایک مختصر بحث۔

**نطق دوم** حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کی نسبت انگریزی مصنفین کی رائین اور پہر اونہات صاحبکے واہم و وسوسہ کی تردید۔

**نطق سوم**۔ حضرت عمرؓ اور سینٹ پال کی مختصر سوانح عمری اور پہر اونکا مقابلہ۔

**نطق چہارم**۔ حضرت امام حسنؑ پر جو اعتراض ہے اوسکا جواب۔

# نطق اوّل

## متعلق

## دعوت یا تبلیغ اسلام کے چند آیات قرآنی اور انپر ایک مختصر بحث

دعوت یا تبلیغ اسلام کے بارہ مین قرآن کی چند آیات اور اوپر بحث۔

(۱) لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

زور نہین دین کی بات مین کہل چکی ہے صلاحیت اور بیراہی۔ اب جو کوئی منکر ہو مفسد سے اور یقین لاوے اللہ پر اوسنے پکڑی گرہ مضبوط جو ٹوٹنے والی نہین اور اللہ سنتا ہے جانتا

اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ ابو الحصین انصاری کے دو لڑکے تھے جو اسلام لاچکے تھے۔ دفعتاً ملک شام سے ایک نصرانی مدینہ آیا اور اوسنے ان لڑکون کو ایسا بہکایا کہ انکو اپنے دین کیطرف مائل کرلیا۔ اور جب وہ شام کو واپس چلا تو یہ لڑکے بھی اوسکے ہمراہ ہولئے۔ ابو الحصین نے جناب رسول صلعم کے پاس اس حادثہ کی خبر دیکر اجازت چاہی کہ اگر آپ فرمائین تو مین شام کو جاؤن اور اون لڑکونکو زبردستی اسلام مین پہیر لاؤن۔ اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی اور آپنے اونکو زبردستی کرنے سے روکا اور اشارہ فرمایا کہ جو شخص کسی دین پر مضبوط ہوگیا اوسپر زبردستی نہ کرو۔ یہ قول ابو داؤد و نسائی کا ہے اور یہی صحیح ہے

(۲) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

پارہ نو سورۂ الاعراف رکوع ۲۰

ترجمہ۔ تو کہہ اے لوگو مین رسول ہون اللہ کا تم سب کی طرف جسکی حکومت ہے آسمان اور زمین مین کسی کی بندگی نہین سوا اوسکے۔ جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ سو مانو اللہ کو اور اوسکے بھیجے نبی اُمّی کو جو یقین کرتا ہے اللہ پر اور اوسکے سب کلام پر اور اوسکے تابع ہو شاید تم راہ پاؤ۔

اس آیت کے لکھنے سے ہماری خاص غرض صرف یہ ہے کہ دعوت اسلام تنہا عرب ہی کی سرزمین پر نہین محدود تھی اور بعض ناواقفونکا جو ایسا خیال ہے وہ محض غلط ہے۔ اسلام کی دعوت تمام دنیا کے لوگون کو شامل تھی اور ہے۔

(۳) اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

پارہ چودہ سورۂ النحل رکوع سولہ

ترجمہ۔ بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتین سمجھا کر اور نصیحت کر کر بھلی طرح اور الزام دے اونکو جسطرح بہتر ہو۔ تیرا رب بھی بہتر جانتا ہے جو بھولا اوسکی راہ سے اور وہی بہتر جانے جو راہ پر ہین۔

اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ جب معرکۂ احد مین مسلمانون کو شکست ہوئی اور چونسٹھ انصاری اور چھ مہاجر شہید ہوے تو ان شہدا کی لاشون کے ساتھ مشرکین و مخالفین نے نہایت بیحرمتی و بعزتی کی کسی کی لاش کو مثلہ (ناک کان کاٹنا) کر ڈالا۔ اوکسیکا پیٹ پھاڑ دیا اسپر مسلمانونکو بڑا طیش آیا اور آنحضرت صلعم نے جب اپنے چچا حمزہ کی لاش کو مثلہ کیا ہوا دیکھا تو قسم کھائی کہ جبتک مین ستر مشرکین کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ نہ کرونگا مجھے چین نہین پڑیگا اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور پھر سبنے اپنی قسمون کا کفارہ دیا اور صبر و تحمل سے کام لیا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

(۴) وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔

پارہ تیسرا سورہ آل عمران رکوع سوم

ترجمہ۔ اور کہدے کتاب والون کو اور ان پڑھون کو کہ تم بھی تابع ہوتے ہو پھر اگر تابع ہوے

توراہ پر آئے اور اگر ہٹ رہے تو تیرا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے۔

(۵) وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

ترجمہ۔ اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہہ موڑو تو ہمارے رسول کا کام یہی ہے پہنچا دینا کھول کر۔ ان نمبر (۴) و نمبر (۵) آیتوں کے پیش کرنے سے صرف غرض یہ ہے کہ اسلام کو زبردستی قبول کرانا یا اسکی اشاعت میں تلوار سے کام لینا کسیطرح جایز نہیں ہے۔ بلکہ ہدایت و فہمایش کرنا ہی کافی ہے۔

یہ آیتیں بطور نمونہ کے لکھی گئی ہیں۔ انکے علاوہ اور بھی آیتیں ہیں جنمیں دعوت اسلام کا حکم بالاشارہ ہے

ریمارک۔ ایسی عام فہم آیتوں کے ہوتے ہوئے کسی ناواقف و خود رائے کا یہ لکھنا کہ خلفاے راشدین سے متشرع۔ نیک طینت۔ پاک باطن اور رحیم خلیفوں میں سے کسی نے بظلم و بزور شمشیر اسلام کو پھیلایا دعویٰ بلا دلیل ہے اور ایک محقق و مورخ کی نگاہ میں بازیچۂ طفلاں یا مجنونوں کی ہذیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا خصوصاً حضرت عمرؓ کی شان میں ایسا لکھنا سراسر بہتان ہے۔ چاہے کسی مذہب و ملت کا مورخ ہو اوسکا فرض یہ ہے کہ دیانت سے نہ گذرے اور جو کچھ لکھے اوسکو تعصب کے رنگ سے نہ رنگے۔

**بیت**

جتنے نشے ہیں یاں روش نشۂ شراب
ہو جاتے بد مزہ ہیں۔ جو بڑھ جاتے حد سے ہیں

# نطق دوم

## حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کی نسبت انگریزی مورخین و محققین کی رائیں اور پھر آریہ تھہناٹ صاحب کے وہم و وسوسہ کی تردید

آیات قرآن کے پابند کل خلفاے اولین تھے۔ متذکرہ بالا آیات سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں صاف و صریح احکام ہیں کہ اسلام کو واقعی کس طور سے پھیلانا چاہئے۔

**نطق اول**۔ کے آیات نمبر(۱) و (۲) کے پڑھنے سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مسلمان بنانے مین تلوار سے ہرگز کام نہین لینا چاہئے اور تلوار کا تو بڑا نام اور برا کام ہے انتقام مین بھی حتیٰ الامکان تحمل کرنا چاہئے۔ ان آیات پر خلفاے راشدین نے علی العموم اور حضرت عمرؓ نے علی الخصوص بطریقہ اکمل ایسا عمل فرمایا کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ دنیا مین اسوقت تک اونکے تحمل و درگذر کی مثال نہین ملسکتی اور خاص دعوت اسلام کے بارہ مین تو اونکا طرز عمل بالکل برادرانہ تھا۔ بہرحال اب قبل اسکے کہ عام طور سے یوروپین محققین کی رائین جو خلیفہ دوم کی نسبت خاص ہین لکھی جائین ناظرین کو یہ جاننا ضرور ہے کہ دعوت اسلام کیونکر ہوئی اور یہ دین بزور شمشیر شائع کیا گیا یا اپنی سادگی اور سچائی کی وجہ سے وعظ و تلقین سے پھیلا۔

اسلام کے تبلیغی مذہب ہونیکا ثبوت۔

مین نے تو چاہا تھا کہ اپنے اس دعوے کے ثبوت مین صرف فاضل مسٹر آرنلڈ صاحب کی کتاب **دعوت اسلام** کا حوالہ دیدون اور اوسکی عبارت نہ پیش کرون لیکن اس خیال سے کہ شاید ہر کسی کو وہ کا دسترس اوس بے بہا کتاب پر نہو یا ہر نظر سے نہ گزرے اوسکے چند فقرونکا نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فاضل مسٹر آرنلڈ پہلے علی گڈہ کالج کے اور اب گورنمنٹ کالج لاہور کے پروفیسر ہین۔ جس قابلیت و تحقیق سے فاضل پروفیسر نے دعوت اسلام لکھی ہے وہ اونہین کا حصہ ہے۔ چند فقرے اس کتاب کے حسب ذیل ہین۔

"پروفیسر مکس مولر نے تبلیغی مذہب کی تعریف کہ اس سے کیا مراد لینی چاہئے نہایت خوبی سے یہ کی ہے کہ تبلیغی مذہب وہ ہے جسمین سچائی کا پھیلانا اور غیر مذہب والونکو اپنے مذہب مین لانا بانی مذہب یا اوسکے جانشینون نے جو اوسکے قریب زمانہ مین ہوئے مذہبی فرض تک پہونچا دیا ہو۔ پروفیسر مذکور نے مسیحی مشنون کی دعا کے جلسہ مین جو دسمبر ۱۸۷۳ء مین وسٹ منسٹر ایبی مین منعقد ہوا اپنا لکچر دیا جب سے یہ ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ دنیا کے چھ بڑے مذہب تبلیغی اور غیر تبلیغی مذہبون مین تقسیم کئے جاسکتے ہین قسم آخر مین یہودی۔ برہمنی اور زردشتی مذہب داخل ہین۔ اور قسم اول مین بودہ مت۔ عیسائی مذہب اور اسلام شامل ہین۔"

"مذہب کی سچائی کا ایسا ہی جوش ہے جسنے مسلمانون مین روح پھونک دی کہ اسلام کی خبر کو جس سرزمین مین داخل ہون اسکے باشندونکے پاس پہونچائین اور یہی جوش ہے جسنے مستحق کیا کہ انکا مذہب ٹھیک ٹھیک اون مذہبون مین شمار ہو جنکو تبلیغی یا مشنری مذاہب کہتے ہین۔ سترہ کروڑ تیس لاکھ مسلمان جو آج دنیا کے پردے پر موجود ہین وہ اسی مذہبی حمیت کے کامون کی شہادت ہین جو بارہ صدیون کے زمانہ مین سرانجام ہوے۔

"ملکی تنزل کی ساعتون مین اسلام نے محض عظیم الشان کامیابیان حاصل کین۔ دو بڑے تاریخی موقعون پر وحشی کفار نے مسلمان کو پامال کیا یعنی سلجوقی معرکون نے گیارہوین صدی عیسوی مین اور مغلون نے تیرہوین صدی عیسوی مین۔ لیکن دونون صورتون مین فتح کرنیوالون نے جنکو فتح کیا تھا اُنہین کا مذہب اختیار کر لیا۔

"ناظرین کو پہلے ہی سمجھ لینا چاہئے کہ اس کتاب (دعوت اسلام) کا مقصد یہ نہین ہے کہ مسلمانونکے جبر و تعدی کا حال تحریر کرے بلکہ غرض فقط یہ ہے کہ وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت کا حال لکھا جاوے یعنی اس کتاب (دعوت اسلام) کا یہ مقصد نہین ہے کہ جو مثالین جبراً تبدیل مذہب کی ہین اور اسلامی کتب تواریخ مین جا بجا بیان ہین اونکو لکھے۔ یورپ کے مصنفون نے ایسے مثالون پر زور دینے مین وہ عرق ریزی کی ہے کہ اونکو بھول جانیکا خوف پیدا نہین ہو سکتا لیکن وہ دعوت اسلام کے تاریخی دایرہ مین نہین آتین مسیحی مشنون کے حالات مین ہم قدرتی طور پر سینٹ لنڈگر و سینٹ ولیبھڈ کی کوششون کے طرف جو اونہون نے بت پرست قوم سکسن کے لئے کین زیادہ متوجہ ہوتے ہین بجائے اون اصطباغون کے جو بادشاہ شارلمین نے عیسائی بنانے کے لئے تلوار کے زور سے اس قوم کو دئے۔ ملک ڈنمارک کے سچے مشنری سینٹ انسگر اور اوسکے جانشین تھے نہ کہ بادشاہ نٹ جس نے بت پرستی کو بجبر اپنے ملک سے نکالا۔"

"تاریخ اسلام مین دعوت کا فرض ایسا خیال نہین ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ اوسکی ہدایت ابتدا ہی سے مسلمانون کو ہوئی ہے۔"

"پس اسلام اپنے آغاز ہی سے کیا اصول مین اور کیا عمل مین تبلیغی مذہب رہا ہے کیونکہ آنحضرت صلعم

کی زندگی خود ایسی تعلیم و تلقین کی مثال ہے اور آپ دعاۃ اسلام کے اوس طویل سلسلہ کے افسر ہین جس نے منکرون کے دلون مین اپنے دین کے لئے رستہ کھولدیا"

نتیجہ

ان فقرون کے نقل کرنے سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اسلام در اصل تبلیغی مذہب ہے اور حضرت عمرؓ یا کسی خلیفہ پر خلفاے اولین مین سے کسی قسم کا الزام لگانا جہل مرکب ہے۔ البتہ بعض مسلمان بادشاہ ایسے گزرے ہین جنہون نے تبدیل مذہب کے لئے زور ظلم سے کچھ کام لیا لیکن وہ اونکا خاص ذاتی فعل تھا اوس سے اسلام یا کسی خلیفہ کو خلفاے اولین سے کیا واسطہ۔ ہر تبلیغی مذہب مین بعض حکمرانون نے ایسا ہی کیا ہے اس سے اصل مذہب پر حرف نہین آسکتا۔

اب مین ناظرین کے سامنے بعض مورخین باتحقیق و مصنفین باتدقیق کی رائین جو خاصۃً خلیفہ دوم کی نسبت ہین عرض کرتا ہون۔

## از تاریخ خلفاے اولین مولفہ سر ولیم میور
## ڈی۔ سی۔ ال۔ وغیرہ

خلیفہ دوم کی نسبت فاضل مصنفین قسم اول کی راے

"حضرت عمرؓ کے خصائص زندگی کے بیان کرنے مین صرف چند سطرون کی ضرورت ہے۔ سادگی اور فرائض منصبی کی تعمیل اونکی زندگی کے خاص اصول ہین۔ باوجود منصب عالی کے اپنے کام کے انجام دہی مین وہ کسی کی طرفداری کو پاس تک نہین آنے دیتے تھے اور جو کام کرتے اوسے نہایت دلسوزی و خلوص سے انجام دیتے۔ کبھی کبھی منصب خلافت کی اہم ذمہ داری کا ایسا دلگیر اثر اونکے قلب پر ہوتا تھا کہ وہ چلا اوٹھتے تھے 'کاش میری ماں مجھکو نہ جنتی یا مین بعوض انسان کے گھاس کا ایک پولا ہوتا'۔ وہ اپنے لڑکپن اور نیز حضرت رسول اللہ صلعم کے آخر زمانہ رسالت مین غصہ ور اور تند مزاج مشہور تھے اور انتقام یا سزا دہی جرم مین نہایت سختی سے کام لیتے تھے۔ اونکی تلوار ہمیشہ کھنچی ہوئی تھی۔ جنگ بدر کے بعد قیدیونکے قتل عام کا حکم اونہین نے جاری کیا تھا رفتہ رفتہ علی الخصوص خلافت کے بار نے اونکی تیزی مزاج کو بالکل زائل کر دیا۔ منصب خلافت کا خوف اونہین بیحد زیادہ تھا۔ بجز اوس غصہ آمیز یا نامہربانی کے سلوک کے جو خالد کے ساتھ کیا گیا اور کوئی دوسرا

واقعہ ایسا جس سے ناانصافی یا بیدادی کا الزام اونپر عاید ہو سکے وجود پذیر نہین ہوا۔ اور خالد کے واقعہ مین بھی اونکو کد صرف اسوجہ سے پیدا ہو گئی کہ خالد نے ایک باافتادہ دشمن پر بلا سمجھے بوجھے کارروائی کی تھی۔ عامل وسپہ سالار کے انتخاب مین نہایت احتیاط فرماتے تھے اور بجز تقرر (مغیرہ وغیرہ کے) ہمیشہ اس انتخاب مین اونکو کامیابی وسرسبزی حاصل ہوئی۔ ملک خلافت مین مختلف قبیلہ وجماعت کے لوگ رہتے تھے اور ایک کی غرض دوسرے کے منافی ومباین تھی لیکن سب انکی دیانت وراست بازی پر بدرجہ غایت بہروسہ رکھتے تھے اور اونکے استقلال وصولت کا یہہ حال تہا کہ تمام ملک مین امن وامان بدرجہ اتم قائم تھا۔ بعض لوگو نکے نزدیک بصرہ وکوفہ کے چند عاملو نکا ردوبدل کرنا اونکی کمزوری طبیعت کے لئے دلیل ہو سکتی ہے لیکن باوجود اسکے قریش وبدؤنکے مختلف ومتضاد اغراض کا روک تہام اونہین کی ذات پر مبنی ومنحصر تھا۔ اونکا جلال ودبدبہ تمام ملک مین ایسا تھا کہ اونکی حیات مین کسی حصہ ملک مین کسی قسم کی بے امنی نہین ہوئی بہت سے جلیل القدر اصحاب کو اپنے پاس مدینہ منورہ مین رکہتے تہے کچھ تو اس سبب سے کہ اونکے مشورہ سے اپنی رائے کو قوت پہونچے اور کچھ اسوجہ سے (جیسا کہ وہ خود فرماتے تھے) کہ ایسے بڑے صحابیون کو اپنی ماتحتی مین مقرر کرکے بہیجنا اونکی کسرشان ہے اور میری خوشی اسی مین ہے کہ میرے ساتھ رہین۔ حال اونکا یہ تہا کہ ہاتھ مین کوڑا ہوتا تھا اور تمام سڑکون اور گلی کوچون مین گشت کرتے رہتے تھے اور ہر وقت اس امر پر تیار رہتے تھے کہ کوئی مجرم ملے تو برموقع اوسکو سزا دیجائے۔ آخر الامر یہ بات ضرب المثل ہو گئی کہ حضرت عمرؓ کا کوڑا دوسرے کی تلوار سے زیادہ خوفناک ہے۔ باوجود ان سب حالات کے وہ نرم دل تھے اور یتیم وبیوہ کی خاص خبرگیری رکھتے تھے۔ غرض بہت سی نیکیان اونکی تاریخ وکتابون مین موجود ہین"

## ان سائکلوپیڈیا۔ جلد ۱۶۔ صفحہ ۵۶۳

اونکی حضرت عمرؓ کی پولیٹیکل دوراندیشی اس سے ظاہر ہے کہ اونہون نے اسلامی وسیع فتوحات کو اپنے قبضہ اقتدار مین رکہنے کی کوشش کی اور نیز اسکی کہ قومی اطوار وخصائص جو اسلامی جمہوری حکمرانی کی بنیاد ہے عرب کے مسلمانون مین قایم وقوی ہون۔ اونکا اصل مقصد یہ تہا کہ تمام اسلامی قوم خداوند تعالیٰ کی ایک عظیم الشان فوج بنے اور عرب ہمیشہ سپاہی رہین اور بس۔ ممالک مفتوحہ مین علاوہ ان کو

جایداد حاصل کرنے کی قطعی ممانعت تھی۔ جو ملک فتح ہوتا یا قبضہ مین آتا وہ ملک اسلامی ہوتا اور اوسکی آمدنی بیت المال مین داخل کیجاتی۔ اور جمع رہتی۔ یا اگر یہ نہو تا تو اصل مالک کو اوسکی ملک کچھہ خفیف رقم بطور مالگذاری کے ادا کرنے کی شرط پر واپس دیجاتی اور اس رقم سے فوج کی تنخواہ تقسیم وادا ہوتی۔

سب سے خاص کام اونکا یہ تھا کہ ملک مین امن وامان قایم رہے اور ہمیشہ امن کو ترقی ہوتی رہے۔ اونکا قول جو بر وقت خلافت ظاہر ہوا کبھی فراموش یا از کار رفتہ نہین ہو سکتا اور وہ یہ تھا۔ "بخدا وہ جو تم مین نہایت کمزور وضعیف ہو میری نگاہ مین اسوقت تک بہت قوی وزبردست نظر آتا ہے جبتک کہ ہمنے اوسکے حقوق اوسکو حوالہ نہ کردیے ہون یا اوسکا حق واجب نہ ٹھہرالیا ہو۔ بخلاف اُسکے اوسکو جو نہایت زبردست ہے اوسوقت تک بیحد کمزور وضعیف سمجھتا ہون جبتک کہ وہ شریعت کی بپابندی نہ کرے"۔ یہ ناممکن ہے کہ اس سے بہتر سیاست مدن کی تعریف ہوسکے"۔

مین نے اعلیٰ درجہ کے محقق مصنفین کی عبارتین محض اس خیال سے نقل کی ہین کہ یہہ

نتیجہ۔ آر بتھہ ناٹ ہی صاحب کی تردید نہو بلکہ ہر ایسے ناواقف وغیر محقق مؤلف کے لئے کام دے اور کسی مسلمان مورخ کے خیال کو ہمنے نقل نہین کیا بلکہ یوروپین فاضل محققین کی مستند تالیفات سے انتخاب کیا ہے کہ آہن باہن تو ان کرد نرم۔ سر ولیم میور وان سائیکلوپیڈیا یا یہ ایسے ماخذ ہین جنکے مقابلہ مین آربتھ ناٹ جیسے مؤلف طفل مکتب ہین اور اونکے سامنے ایسے وسوسے کہ حضرت عمرؓ نے اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا ایک قسم کی یاوہ گوئی وافترا پردازی ہے۔ ناظرین کو ان عبارتون سے صرف تردید ہی کا لطف نہین آئے گا بلکہ اونپر ثابت ہوجائے گا کہ درجہ دوم کے یوروپین مصنف کیسے لغو و دروغ گو ہین۔

**بیت**

دروغ اے برادر کند شرمسار
دروغ آدمی را کند بیوقار

# نطق سوم

## حضرت عمرؓ اور سینٹ پال (پولوس مقدس) کی مختصر سوانح عمری اور پھر انکا مقابلہ

### حضرت عمرؓ

**حضرت عمرؓ کا نسب و لڑکپن و اسلام لانا۔**

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے سلسلہ مین عدنان اور عدنان کے بعد فہر بن مالک اور پھر عدی گزرے ہین۔ عدی کے ایک بھائی مرۃ تھے۔ عدی کی اولاد سے حضرت عمرؓ اور مرۃ کی اولاد سے رسول اللہ صلعم تھے۔ حضرت عمرؓ کے دادا کا نام فضل بن عبدالعزیٰ اور والد ماجد کا نام خطاب تھا۔ قریش کے طرف سے انہین کے خاندان مین سفارت و باہمی نزاع مین ثالثی کا عہدہ چلا آتا تھا اور یہ عہدہ اعزاز خاندانی کے لئے بڑا باعث امتیاز تھا۔ حضرت عمرؓ سن ہجری سے چالیس سال پیشتر بمقام مکہ معظمہ پیدا ہوئے۔ تفصیلی حال انکی طفولیت کا نہین ملتا۔ لیکن تعلیم کے متعلق اتنا لکھنا کافی ہے کہ انکی تعلیم ملک عرب کے ایام جہالت کے دستور کے موافق اچھی ہوئی تھی۔ نسابی۔ شہسواری اور شعر خوانی مین انکو پورا ملکہ تھا اور اول درجہ کے پہلوان بھی تھے۔ لکھنا بھی جو بہت شاذ تھا یہ جانتے تھے۔ تقریر بھی یہ

### پولوس مقدس

**بیر پادری پال کی سوانح عمری لکھنے مین مشکلات۔**

پولوس مقدس کی سوانح عمری کا لکھنا کچھ آسان کام نہین ہے۔ خود حضرت عیسیٰؑ اون کے حواریین یا پیشوایان دین مسیحی کے حالات نہایت گمنامی و تاریکی مین ہین۔ حال کے مسیحی محققین علما و فضلا کو بہت مشکل پڑتی ہے جبکہ وہ اس تفحص و تلاش مین ہوتے ہین کہ ان بزرگون کے حالات تاریخی حیثیت سے معتبر و منقح لکھے جائین۔ اصل یہ ہے کہ پندرہ سو برس تک مذہبی تاریخ اس دین کی ایسی حشو و زوائد سے مخلوط ہوتی رہی کہ اب اصل واقعہ کو علیحدہ کرنا اور میدہ کو بھوسہ سے جدا کرنا قریب قریب محال کے ہوگیا۔

کمال تعجب ہے کہ جب یوروپین محققین و فاضل مورخین حضرت عیسیٰ کے حالات اب بھی لکھنے بیٹھتے ہین تو اونکو بیحد مجبوری نظر آتی ہے اور ایک فقرہ تاریخ کا لکھتے ہین تو سو فقرے قیاسات و تاویلات سے رنگتے ہین حال کے ایک فاضل مورخ نے ایک سوانح عمری

## حضرت عمرؓ

اچھی طرح کر سکتے تھے۔ جب اسلام کا ستارہ چمکا تو انکی عمر ستائیس سال کی تھی اور چونکہ یہ فطرتاً جوشیلے و جوانمرد تھے اس سبب سے ابتداً اسلام کے بڑے مخالف ہوئے۔ اور جب انہون نے دو چار آدمیون کو مسلمان ہوتے سنا اور اونپر بیحد سختی کی اور وہ اسلام سے نہ پھرے تو انکا غیظ و غضب اور بڑہا اور تلوار ہاتھ مین لیکر سیدھے رسول اللہ صلعم کی طرف چلے اور قصد کیا کہ اونہین کو چلکر قتل کر ڈالین کہ اسلام کا استیصال کلی ہو جائے اسی جوش مین جا رہے تھے کہ انکے ایک عزیز نعیم بن عبداللہ راہ مین ملے۔ ان سے پوچھا کہ کہان جاتے ہو۔ اونہون نے جواب دیا کہ محمد صلعم کو قتل کرنے۔ اونہون نے کہا۔ عمرؓ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوی دونون مسلمان ہوگئے ہین۔ فوراً پلٹے اور سیدھے بہن کے گھر آئے۔ انکی بہن کا نام فاطمہ تہا اور وہ انکے چچازاد بہائی سعید کے بیاہی تہین جب اونکے گھر پہنچے تو اونکو قرآن پڑہتے سنا۔ جب یہ اندر داخل ہوئے تو انکی بہن نے انکی آواز سنکر قرآن مجید کے اجزا کو چھپا لیا۔ یہ پہلے سے

## پولوس مقدس

حضرت عیسیٰ کی لکھی ہے۔ اس کتاب کو مین نے پڑہا اور نہایت افسوس ہوا کہ ایسے فاضل شخص نے اسکا اقرار کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے حالات اول تیس برس کے نہین ملتے۔ اسیطرح جب پولوس مقدس کے حالات کا مین نے تجسس کیا تو ایک اور ضخیم کتاب میری نظر سے گذری جسکو دو فاضل* یوروپین پادریون نے ملکر لکھا ہے۔ اس کتاب مین۔ ۵۵۰ صفحے ہین اور صرف پولوس مقدس کے حالات مین بطور اونکی سوانح عمری کے لکھی گئی ہے اور اسی نام سے موسوم کیگئی ہے لیکن اوسمین اونکے حالات ڈہونڈ ہو تو واقعات کا ملنا نہایت دشوار ہے۔ اور اگر کچھ واقعات ملین بھی تو اونکو سن و تاریخ سے مزین کرنا اور بھی مشکل یا ناممکن ہے۔ کسی واقعہ کے ساتھ سنہ و سال کا پتہ نہین چلتا۔ یہ موجودہ یوروپین محققین یا مورخین ہی کا کام تھا کہ اونہون نے نہایت عرق ریزی کرکے قیاسات کے زور سے سنہ و سال کا کچھ پتہ لگایا ہے۔ اور اب یہہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کون بزرگ کب سے کب تک زندہ رہے

---

* پادڑی کانی بیر صاحب ایم۔ اے۔ The Rev. W. J. Conybeare. M.A.

پادڑی ہاوسن صاحب ڈی۔ ڈی The very Rev. J. S. Howson. D.D.

## حضرت عمرؓ

بہت غضبناک تھے انہون نے کسی سے کچھ کہا نہ سنا اپنے بہنوئی کو زدوکوب کرنا شروع کردیا اور جب اونکی بہن چھوڑانے کو آئین تو اونکو بھی ایسا مارا کہ خون بہنے لگا۔ آخرکار جب قصہ طول ہوا تو آنکی بہن نے صاف صاف بھائی سے کہا کہ اب جو چاہو سو کرو ہم تو مسلمان ہوگئے اور اب پلٹنا محال ہے بہن کی خون آلودہ صورت دیکھکر بھائی کے دل پر اثر ہوا اور آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ اچھا تم جو پڑہتی تہین وہ مجھے دکھلاؤ وہ قران مجید کے اجزا سے آئین اور اونہون نے خود پڑہا۔ اعجاز قرآنی کہئے یا تائید ربانی اون چند سطرونکا اثر ایسا اثر ہوا کہ یہ فوراً خود کلمہ پڑہکر مسلمان ہوگئے۔ پہر اوسیطرح برہنہ تلوار کے ساتھ حضرت رسول اللہ صلعم کے پاس گئے اور اپنے اسلام لانیکا اقرار کیا۔ آپکے اسلام لانے سے بڑی خوشی ہوئی اور اسلام کو انکے سبب سے بڑی قوت پہنچی اسوقت تک قریب پچاس آدمیونکے اسلام میں داخل ہوچکے تھے مگر ایسا بااثر شخص کوئی نہ تہا۔ نبوت کے چھ برس بعد یہ مسلمان ہوئے تھے۔

**خلافت** اسکے بعد غزوات ہوئے اور اونمین حضرت کے شریک رہے اور پہر ایک اعلیٰ رکن اسلام بنکر رسول اللہ صلعم کے ساتھ اونہون نے جو جو کام کئے

## پولوس مقدس

لیکن یہ نہین معلوم ہوسکتا کہ اونکی ولادت وفات اور زندگی کے دیگر سوانح ٹھیک کس سال مین وقوع پذیر ہوئے تھے۔ یہ سب اون تحریفات و تاویلات کا نتیجہ ہے جو اول و دوم صدی عیسوی مین پیروان دین مسیحی عمل مین لائے اور تمام واقعی مذہبی و تاریخی حالات کو طاق نسیان پر رکھ دیا۔ اگر یہ حادثہ اس مسیحی مذہب پر نہ گذرتا تو آج بانی اسلام و خلفاے راشدین کے حالات جیسے بطور روزنامچہ کے ملتے ہین اوسیطرح حضرت عیسیٰ اور اونکے حوارئین و پیروان دین کے حالات بھی ملتے اور مجھکو صرف یہی کرنا پڑتا کہ سینٹ پال کی چند سوانح عمریان انگریزی مین پڑہتا اور اوسکا ترجمہ کردیتا لیکن ایسا ممکن نہین ہے ضخیم کتابون مین سیکڑون مقامات کو پڑہنا اور اونسے خوشہ چینی کرنا پڑا تاہم امید نہین ہے کہ مسلسل حالات ملین اور ماہ و سال سے آراستہ ہوسکین۔ بہرحال جو کچھہ حالات ملے یا جنکے تجسس کی فرصت ملی وہ نہایت مختصر طور سے مرتب کرکے پیش کرتا ہون اور امید وار ہون کہ اس اجمال نویسی پر ناظرین مجھے معاف کرینگے

**پیر یا دری کے حالات قبل مسیحی ہونیکے۔** پولوس (لوس) مقدس کا نام پال یا سال (ساول) دو لونان تہا۔ یہ قوم یہود کے طبقہ فاریسی

## حضرت عمرؓ

اونسے تاریخ مالامال ہے۔ جب رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا تو خلافت کا مسئلہ پیش ہوا اور قریب تھا کہ اسلام کا شیرازہ ٹوٹ جاتا لیکن انہین کی دور اندیشی تھی کہ اونہون نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کر لی اور پہر اور لوگ جوق جوق آکر حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے اور حضرت ابوبکر خلیفہ اول مقرر ہوئے۔ حضرت ابوبکر کی خلافت کل سوا دو برس رہی اور انہون نے ۱۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا اور حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ ۱۳ھ مین حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔

اب ہم نہایت مختصر و محدود الفاظ مین حضرت عمرؓ کے زمانہ کے ہر واقعہ کو قلمبند کرتے ہین

جنگ کے وجوہ۔

اور اسکو بتادیتے ہین کہ کوئی مہم یا جنگ زبردستی اشاعت اسلام کے غرض سے عمل مین نہین آئی بلکہ ہر جنگ و مہم کا ایک خاص سبب ہوا۔

(۱) جنگ اعراق یعنی فارس وغیرہ ۱۴ھ مین

جب رسول اللہ صلعم نے تمام بادشاہون کے نام انہین آیات و احکام کی بنیاد پر جنکا ذکر نطق اول مین ہوا ہے دعوت اسلام کے خطوط لکھے تو پرویز ایران کا بادشاہ خط پڑھکر برہم ہوا اور اوسنے اپنے عامل یمن کے نام

## پولوس مقدس

(Pharisees) سے تھے انکا مذہب یہودی تہا۔ انکا آبائی سلسلہ حضرت ابراہیم تک پہونچتا ہے یہ بڑے عالی خاندان و معزز لوگون مین شمار ہوتے تھے انکے آباو اجداد اکثر زمانہ جنگ مین اپنی قوم کے مشیر و رہنما ہوتے تھے۔ انکی عزت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ شہر روم کی آزادی جو ایک اعلی امتیاز و وقار معززین کو دیا جاتا تھا انکو حاصل تہا۔

انکا نام پہلے ساؤل تہا لیکن جب انکے وعظ و نصیحت کا شہرہ یونان و روم مین زیادہ ہوا تو انکو یونان و روم کے لوگون نے پال پکارنا شروع کیا اور پہر یہ ہمیشہ اسی نام سے مشہور ہوئے۔

طبقہ فاریسی (Pharisees) کے یہود اول صدی عیسوی مین نہایت جوشیلے اور روشن خیال تھے۔ اور تمام مخلوق و ہم وطنون مین اسی طبقہ کا اثر و وقار بہت تہا۔ ان لوگونکی یہ خاص غرض تھی کہ تمام دنیا ایک مذہب و ملت کی پیرو ہو اور انہین کے اصول اختیار کرے لیکن اس خیال مین رومیونکے مظالم سے انکو کامیابی نہین ہوئی۔ آخر کار ان لوگون نے مذاہب کی اشاعت سے دست برداری کی اور قانون مذہبی کے تدوین و تنقیح مین مصروف ہوئے خیرات کرنا

## حضرت عمرؓ

حکم بھیجا کہ محمد صلعم کو گرفتار کرکے یہاں بھیجدو لیکن پرویز کے انتقال کے سبب سے اس حکم کی تعمیل نہین ہوئی۔ ایک سبب تو لڑائی کا یہی تہا اور دوسری وجہ یہ کہ ۱۲ھ عہد خلیفہ اول مین لڑائی شروع ہوچکی تھی اور حضرت عمرؓ نے اوسکی تکمیل کی۔ پہلی لڑائی مشرقی فرات کے کنارہ پر بمقام مروحہ ہوئی اور اسلام کو اسمین شکست حاصل ہوئی۔ پہر دوسری لڑائی بمقام قادسیہ ۱۴ھ مین ہوئی اور اسلام کو پوری فتح حاصل ہوئی قادسیہ ایک آباد شہر مداین کے قریب تہا اور اب ویران وغیر آباد ہے۔

اسکے بعد ۱۶ھ مین جلولا کی لڑائی ہوئی اور اسکے ساتھ ایرانیونکا خاتمہ ہوگیا اور پورا عراق اسلام کے ہاتھ آگیا۔

(۲) جنگ شام پہلی لڑائی ۱۳ھ مین بمقام اجنادین عہد خلافت حضرت ابوبکرؓ مین شروع اور اوسکی تکمیل حضرت عمرؓ کے زمانہ مین ہوئی شام بھی دراصل رومی سلطنت کا ایک صوبہ تہا اور یہان کے حاکم نے جو عیسائی تہا رسول اللہ صلعم کے خط کے ساتھ جو دعوت اسلام کے لیے ۹ھ مین بھیجا گیا تہا ویسا ہی برتاؤ کیا تہا جیسا کہ عراق کے حاکم نے بلکہ

## پولوس مقدس

اکثر روزے رکہنا۔ اور زیادہ وقت عبادت و نماز مین گزارنا انکا مشغلہ ہوا۔ اور بڑا کام یہ سوچا گیا کہ اس فرقہ کے سب لوگ اسمین سرگرم ہون کہ قومی قوت بڑہائی جائے اور مذہبی شہرت عالمگیر ہو۔ پیر پادری پال اسی جماعت سے تھے اور اس جماعت مین ہونے کا اونکو ہمیشہ فخر رہا اور کبھی کبھی فخریہ اس جماعت مین ہونے کا اونہون نے اظہار بھی کیا۔

انکی پیدایش بمقام طرسوس سنہ ۲ء مین ہوئی۔

پیر پادری کی ولادت

طرسوس ایک بہت قدیم شہر رومی صوبہ سلیسیا (Cilicia) مین واقع ہے۔ اسکا منظر نہایت عمدہ تہا۔ اسکے ایک طرف پہاڑ کی بلندی اور دوسرے طرف دریا کی سیتی عجیب لطف دیتی تھی۔ آب و ہوا نہایت خوشگوار تھی اور قدرتی صنائع و بدائع کا طرسوس ایک دلفریب گلدستہ تہا۔

اوس زمانہ مین طرسوس ایک تجارتی منڈی تھی

طرسوس۔

اور مختلف دیار و امصار کے تجار یہان جمع ہوتے تھے اور باخود باتجارتی اتحاد رکہتے تھے۔

پولوس مقدس کے والد کا نام نہین معلوم ہوا خود یوروپین مورخون نے آپکے والد کے نام کی تحقیق کرنے سے معذوری ظاہری کی ہے۔

## حضرت عمرؓ

اوسپر مستزاد یہ ہوا کہ وحیہ کلبی حامل خط کا مال و اسباب
شامیون کے ہاتہون لٹ گیا اور رومی حکمران نے اپنے
شامی عامل سے اس بارہ مین کچہ بازپرس نہ کی بلکہ
سکوت اختیار کیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اوسکی تحریک
سے ایسا واقع ہوا۔ اسلئے شام سے جنگ کرنیکا ایک سبب
تو یہ تہا۔ اور دوسرا سبب یہ ہوا کہ سنہ ۹ھ مین خود رومیون
نے عرب پر حملہ کرنا چاہا تہا۔ جب اسکی خبر رسول اللہ صلعم کو
ہوئی تو آپنے اسلامی حفاظت کے خیال سے خود جنگ کا
تہیہ فرمایا اور پہر حضرت ابوبکرؓ نے اوسکی تعمیل کی اور
حضرت عمرؓ نے اوسکی تکمیل فرمائی۔ بہرحال اسی سنہ مین
دمشق بہی فتح ہوا اور سنہ ۱۴ھ مین دوسری لڑائی بمقام
فحل ہوئی۔ اس لڑائی مین شاہنشاہ ہرقل بذات خود
شریک تہا آخرکار معرکہ آرائی کے بعد اوسکو کامل شکست
ہوئی اور صلحنامہ ہوگیا۔ صلح کی یہ شرطین قرار پائین۔
اور صلح نامہ کے الفاظ یہ تہے کہ "رعایا ذمی قرار
دیجائے اور زمین بدستور زمیندارونکے قبضے مین چہوڑ دیجائے
اور مفتوحین کی جان مال۔ زمین مکانات اور گرجے سب
محفوظ رہین۔ صرف مسجدون کی تعمیر کے لئے کسیقدر
زمین لے لیجائے"

اسکے بعد سنہ ۱۴ھ مین بمقام حمص اور سنہ ۱۵ھ مین

## پولوس مقدس

**پیر پادری کا لڑکپن اور اونکی تعلیم۔**

طرسوس جیسے خوبصورت و روح افزا مقام مین
جہان ایک طرف تو لق و دق صحرا
دوسری طرف دریا۔ اور تیسری طرف
پہاڑ کے عمدہ منظر تھے پال کا لڑکپن بسر ہوا۔ گیارہ یا
بارہ برس کے سن تک پال کی ابتدائی تعلیم طرسوس ہی
مین ہوئی اور زیادہ تر وہ عبادت خانہ کے حجرون یا مکتبون مین
مذہبی تعلیم پایا کئے تیرہ برس کے سن مین اونکے والد نے
اونکو تحصیل علم کے لئے بیت المقدس بہیجدیا۔ تحصیل علم کا
تفصیلی حال معلوم نہین ہے لیکن اسقدر مستنبط ہوتا ہے
کہ اونکا میلان یونانی علوم کی طرف زیادہ تہا اور بیت المقدس
مین یونانی ہی علم حاصل کیا ہوگا۔ یہ ایک بڑے فاضل
ربان کے شاگرد تھے اور وہ انکو بیت المقدس مین
مذہبی تعلیم دیتا تہا۔ اُس زمانہ مین یہ دستور تہا کہ ہر یہودی
بچہ پر فن تجارت کا سیکہنا لازمی تہا۔ اور اس بارہ مین
بعض حکیم یہودیون کے چند اقوال ذیل مین نقل کئے
جاتے ہین۔

(۱) ایک یہودی حکیم کہتا ہے کہ وہ جو اپنے بچے کو تجارت
نہین سکہاتا ہے وہ گویا ایسا کرتا ہے کہ اوسکو چوری کا
فن سکہاتا ہے۔

(۲) دوسرے کا سوال ہے کہ ایک باپ پر اپنے

## حضرت عمرؓ

بمقام یرموک اور ۱۶ھ مین بمقام بیت المقدس صف آرائیان ہوئین۔ اول دو مقامون مین نہایت سخت خونریزی ہوئی اور آخر رومیون کو شکست فاش ہوئی اور اونکا شاہنشاہ ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا۔

حضرت عمرؓ کی وفات۔

قصہ مختصر ان سب لڑائیون کا حال لکھنا ہمارے مقصود سے باہر ہے۔ اسقدر اور لکھنا ہے کہ ۲۲ھ کے آخر یا ۲۳ھ کے شروع تک آذربیجان آرمینیہ ایران۔ فارس۔ مصر۔ خراسان وغیرہ سب ممالک فتح ہو گئے اور کسی لڑائی پر بغیر قوی سبب کے سبقت نہین کی گئی حضرت عمرؓ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ فیروز نامی ایک پارسی غلام کے ہاتھ سے شہید ہوئے غلام مسلمان نہ تہا۔ قتل کا سبب مختلف بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم۔

عیسائیون پر مسلمانون کے اخلاق کا اثر۔

ان لڑائیون کے سبب سے اسلام کے فتوحات مین گو بڑی وسعت ہوئی اور مسلمانون کی تعداد مین بھی بے انتہا اضافہ ہوا مگر کوئی شخص ایک مثال بھی اسکی نہین بتا سکتا کہ کوئی شخص جبراً مسلمان کیا گیا ہو۔ بلکہ اصلی سبب اسکا وہ جواب تہا جو ایک تجربہ کار بڈہے نے ہرقل شاہنشاہ روم کے سامنے یرموک کی شکست فاش کے بعد ۱۵ھ مین

## پولوس مقدس

اپنے لڑکے کو کیا پڑہانا فرض ہے؟ وہی جواب بھی دیتا ہے کہ ایک باپ کا فرض لڑکے کا ختنہ کرنا ہے اسکو مذہبی شریعت سے واقف کرنا اور ایک تجارت بتانا ہے۔

(۳) تیسری کی راے ہے کہ وہ جو ایک تجارت اپنے ہاتہ مین رکہتا ہے کسکے برابر ہے؟ خود ہی جواب دیتا ہے کہ وہ انگور کے ایک باغ کے مشابہ ہے جو چارون جانب سے بلند کہائی سے محفوظ ہے۔ اسی پابندی کے سبب سے پال کو بھی تجارت سیکہنا ضروری تہا اور اونہون نے خیمہ بنانے کا ہنر حاصل کیا تہا لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اونکے والد مفلس تھے اور اسی سبب سے اپنے لڑکے کو تجارت و دوکانداری سیکہنے پر مجبور کیا تہا اور یہ ایک ذلیل کام سکہایا۔ یہ خیال اب موجودہ تجربہ و مشاہدہ کے رو سے بھی غلط ہے اور نیز واقعۃً اصلیت کے خلاف ہے۔ یہ اوس زمانہ کی تہذیب تھی جو ہر امیر و غریب کا بچہ کچہ نہ کچہ تجارت یا ہنر کا کام سیکہنے پر مجبور تہا اور ایک نہایت عمدہ دستور تہا جسکا فائدہ اب زیادہ سمجھ مین آسکتا ہے کیونکہ اب ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ جو قوم تجارت کو ذلیل سمجھتی ہے وہ خود ذلیل ہے۔

## حضرت عمرؓ

دیا تہا۔ اسکی کیفیت یہ ہے کہ جب رومی فوج شکست کہا کے انطاکیہ پہنچی اور ہرقل سے فریاد کی کہ عرب نے تمام شام کو پامال کر دیا تو ہرقل نے انہین سے چند ہوشیار و معزز افسران فوج کو دربار مین بلایا اور کہا کہ "عرب تم سے زور مین جمعیت مین سروسامان اور دولت مین کم ہین۔ پہر تم انکے مقابلہ مین کیون نہین ٹھہر سکتے" اسپر سب سرنگون اور خجل ہوئے اور کوئی شخص جواب نہ دے سکا لیکن ایک تجربہ کار بڈھے نے عرض کیا کہ "عرب کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہین۔ کسی پر ظلم نہین کرتے۔ آپسمین ایک دوسرے سے برابری کے ساتہہ چلتے ہین۔ ہمارا یہ حال ہے کہ ہم شراب پیتے ہین بدکاریان کرتے ہین۔ اقرار کی پابندی نہین کرتے۔ اورون پر ظلم کرتے ہین۔ اسکا یہ اثر ہے کہ انکے ہر کام مین جوش و استقلال پایا جاتا ہے اور ہمارے ہر کام مین بے ہمتی و کمزوری" علاوہ اسکے ممالک مفتوحہ کے لوگ اسلام کے حسن اخلاق و حسن سلوک پر ایسے گرویدہ ہوئے کہ بہتیرے محض خصائص اسلامی کے سبب سے مسلمان ہو گئے اور اپنے عیسائی یا بت پرستی کے مذہب کو خیرباد کہا۔

## پولوس مقدس

پیر پادری کی مسیحی دین سے مخالفت اور پہر دفعتاً انکا مسیحی ہونا۔

اس امر کا ٹہیک فیصلہ نہین ہوا کہ پولوس مقدس نے شادی کی تہی یا نہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کو نبوت ہوئی تو اونکی عمر ۲۰ یا ۲۱ سال کی تہی اور اوسوقت وہ یا تو مجرد تہے یا اگر شادی کی ہو تو جورو وغیرہ مر چکی تہی۔ جب یہ بیت المقدس مین تعلیم پا رہے تہے اونکو مسیحی دین کی خبر پہونچی تو اونہون نے اس دین سے سخت مخالفت کی اور ایسے دشمن ہوئے کہ انکا جوش دیکہکر سنہدرن (Sanhedrin) کی عدالت نے انکو اپنا ایک رکن بنایا۔ سنہدرن کی عدالت بیت المقدس ایک اعلیٰ عدالت تہی جسمین مذہبی مقدمات علی الخصوص ایسے جنکو مذہبی توہین یا بدگوئی سے تعلق ہوتا تہا فیصل کئے جاتے تہے اس عدالت کے ستر رکن تہے۔ چنانچہ منجملہ اور متعصب یہودیون کے پولوس مقدس بہی اوسکے ایک رکن مقرر کئے گئے۔ چونکہ یہ فطرتی جوشیلے اور تند مزاج تہے اس سبب سے اپنے مذہب کی بدگوئی و اہانت سنکر انکو بڑا غصہ آتا تہا اور اس مذہبی عدالت سے جب بعض مسیحی پر قتل کا فتویٰ دیا گیا تہا تو یہ اوس عدالت مین شریک تہے اور عیسائیت کے نام سے انکو نفرت تہی۔ انکے جوش کا

## حضرت عمرؓ

حضرت عمرؓ کا اسلام لانا اضطراری نہ تھا۔

اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ حضرت عمرؓ کا اسلام لانا اضطراری و بلا تأمل کے نہ تھا بلکہ نبوت کے چھ سال کے بعد جب چالیس پچاس آدمی مسلمان ہوچکے تھے محض اعجاز قرآن کی بنیاد پر حضرت عمرؓ حقانیت اسلام کے باعث مسلمان ہوئے۔ اب حضرت عمرؓ کی ان مختصر سوانح عمری سے یہ معلوم ہوگا کہ مفتوحین کو شمشیر یا مذہبی تعصب نے مسلمان نہین بنایا بلکہ اسلام کے خصائل و خصائص نے انکو آبائی و قومی مذہب کے چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور اسلام کا گرویدہ و جان نثار بنایا جسکا اصل اس آیت میں ہے

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ

ترجمہ۔ خو پکڑ معاف کرنا اور کہہ نیک کامونکو اور کنارہ کر جاہلون سے۔

نتیجہ در بیارک۔

تمام اسلامی لڑائیون کے اسباب پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بانی اسلام یا انکے خلفائے اولین مین اس امر کی بڑی احتیاط تھی کہ اسلام کی اشاعت کسی قسم کے زور یا دباؤ سے نہ کیجائے بلکہ ترغیب یا تحریص بھی عمل مین نہ آئے۔ انکی دعوت کا وہی طریقہ تھا جو یورپ و امریکہ کی مشن نہایت آزادی و دلیری سے اب کر رہی ہے البتہ انکا طریقہ

## پولوس مقدس

یہ حال تھا کہ لوگونکے گھرونمین گھس جاتے تھے یا سڑک پر پہرے رہتے اور جسکو سنتے تھے چاہے مرد ہو یا عورت کہ یہ مسیحی ہوا ہے اوسکو لاکر قید خانہ مین ڈال دیتے اور طرح طرح سے تکلیف پہونچاتے تھے اسطرح ۳۵ء تک انکا تعصب قائم رہا۔ سنہ مذکور مین بیت المقدس سے دمشق کو کسی رہبان کا خط لیکر یا عدالت مذکور کی طرف سے جارہے تھے اور غرض یہی تھی کہ دمشق کے مسیحی دین مین آنیوالون کو روکین کہ دمشق کی سڑک پر دفعتًا آپ پر حضرت عیسیٰؑ بجسم انسانی بوقت دوپہر نازل ہوئے اور ایک ایسی روشنی انکے اور دوسرے مسافرین کے جو انکے ہمراہ تھے چارون طرف چمکنے لگی کہ یہ لوگ سب بیہوش ہوکر گر پڑے۔ آخر کار جب پیر پادری پال ہوش مین آئے تو اونہون سنے حضرت عیسیٰؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ساؤل ساؤل۔ مجھکو تو کیون ستاتا ہے؟ آنکس کے اوپر لات مارنا اچھا نہین ہے۔ آیندہ سے مجھکو نہ ستا ورنہ تجھپر بلا آئیگی تو میرا حواری ہے۔"

مسیحی ہونیکے بعد پیر پادری کے حالات

اس واقعہ سے پولوس مقدس پر سخت اثر ہوا اور وہ دمشق مین پہنچکر اناینس (Ananias)

## حضرت عمرؓ

دعوت یا تبلیغ کا مشن سے بہت زیادہ مستحسن و محمود تہا
وہ کبھی کسی غیر محمود ذریعہ سے یعنی ترغیب و تحریص مالی
طمع سے کام نہین لیتے تھے ۔ از روے احکام اسلامی
کے وہ ایسا کرنیکے مجاز تھے مشن تو اب علاوہ ترغیب
و تحریص و مالی طمع دلانے کے اکثر سخت فتنہ و فساد
برپا کرتی ہے اور ایک دو جانین قصداً قربان کرکے
قومی لڑائی کی باعث ہوتی ہے مشن کی ایسی
کارروائیون مین ایک اور بہید سربستہ ہے - وہ یہ کہ
مشن تو دراصل کوئی شاہی قوت یا جماعت جسکا
انتظام و اہتمام براہ راست سلطنت سے تعلق رکہتا ہو
نہین قرار دی گئی ہے بلکہ مشن ایک خود مختار گروہ
بلا ظاہری حمایت شاہی کے فلاح دارین یا نجات عقبیٰ
کی غرض سے قائم کیگئی ہے لیکن جب کہین مشن سے
کچھ فساد برپا ہوتا ہے تو یورپ و امریکہ کی گورنمنٹ
اوس مشن کی حامی بنکر جنگ کرنیکا جال پہیلاتی ہے
اور اپنے مشنری گروہ کے سبب سے ملک گیری کا راستہ
اختیار کرتی ہے - یہ ظاہر ہے کہ اگر بادشاہ کے طرف سے
جیسا کہ نبی و خلفاے راشدین یا حضرت عیسیٰ اور
اونکے حواریین کے طرف سے دعوت کے خطوط جاتے تھے
اب بھی یورپ یا امریکہ کے طرف سے کسی بادشاہ کے

## پولوس مقدس

مسیحی کے ذریعہ سے عیسائی ہوگئے اور بپتسما لیا -
اور عیسائی مذہب کا وعظ شروع کیا - اور یہودی یعنی
اپنے سابق مذہب کی بدگوئی اور برائی شروع کی -
بیت المقدس کے یہودیون کو یہ حال معلوم ہوا تو
اونکو سخت رنج پہونچا - پال یہین سے وعظ کرتے ہوے
عرب کو چلے گئے اور پہر دمشق کو واپس آئے تو انکی
نصیحت و وعظ نے بڑا زور پکڑا - آخرکار یہودیون نے
انکے قتل کا ارادہ کیا اور تمام شہر مین پہرے بٹھا دئے
کہ انکا بہاگنا بھی مشکل ہو جائے - نہایت مشکل سے
انکو چند مسیحیون نے ایک ٹوکرے مین بٹھا کر اندہیری
رات مین شہرپناہ سے نیچے پہنچا دیا اور پہر راتون رات
یہ بہاگ کر بیت المقدس واپس آئے - اور بڑے
زور شور سے اشاعت مذہب عیسائی مین مشغول
و مصروف ہوئے شام اسکندریہ - ایشیاے کوچک
یونان اور مقدونیہ وغیرہ مین وعظ و نصیحت اور
لوگونکو مسیحی دین مین لانے کی غرض سے دور دراز
مسافت طے کرتے اور نہایت سخت جانفشانی
و دلسوزی سے کام کرتے تھے -

**پیر پادری کی پہانسی** اس اشاعت دین مسیحی کے
ذیل مین انہون نے بہت سختیان اوٹہائین کہین

## حضرت عمرؓ

نام خطوط جائین اور وہ اونکی توہین کرے یا قاصدوں کے ساتھہ بدسلوکی سے پیش آئے تو البتہ جنگ کرنا مناسب ہے لیکن ایسا نہین کیا جاتا اور بظاہر یورپ و امریکہ مین مذہب کی آزادی کا نقارہ بجاکر در اصل مشن کے پردہ مین ملک گیری کا ایک طریقہ قائم کیا گیا ہے۔ بہرحال ہماری غرض یہ ہے کہ اسلام مین دعوت اسلام کا وہی طریقہ تہا جو اب مشن کر رہی ہے یا جو حضرت عیسیٰ یا آنکے حوارین نے کیا فرق صرف اسقدر ہے کہ اوسوقت نبی یا خلیفہ کے طرف سے یہ طریقہ علانیہ عمل مین آتا تھا اور اب مشن کے وسیلہ سے درپردہ کیا جارہا ہے۔ اوسمین زور یا پولیٹکل مصلحت پیچیدہ نہ تھی اور اسمین ہے۔ سچ ہے کہ یورپ و امریکہ نے مذہبی آزادی کا ڈنکا بجاکر اَللّٰہُ نِیَا مُوْرٌ لَا یَحْصُلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ کی خوب مشق کی۔ آرتہہ ناٹ صاحب کو اسی مشق کے سبب سے مغالطہ ہوا اور وہ اپنے یوروپین مشنری کے ہوکھ مین آگئے اور تاریخی واقعات سے قصداً یا سہواً چشم پوشی کرکے ایک رکیک خیال کو جو اونکی صرف ذاتی رائے پر مبنی تہا اپنی ایک دلچسپ کتاب مین لکھہ مارا۔ اگر وہ اپنی کتاب مین ایسی ایک بے سروپا بات جو تاریخی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے بالکل گری ہو نہ لکھتے تو اونکی کتاب مستند سمجھی جاتی لیکن اب استناد کے درجہ تک نہین پہنچتی

## پولوس مقدس

کوڑے کہائے۔ کہین قید ہوئے۔ کہین مقدمہ قائم ہوا اور کہین آپکے قتل کی سازش کیگئی غرض انواع واقسام مصائب و آلام مین مبتلا ہوکر جون ۶۶ء یا ۶۸ء مین اونکو پھانسی دیگئی۔ الزام انپر یہی تہا کہ یہ یہودی مذہب کے خلاف مسیحی دین کے اشاعت کرتے تھے نیرو بادشاہ روم کے زمانہ مین انکو شہر روم سے تین کوس پر پہانسی دیگئی۔

حوارین نے ۲۱ بڑے بڑے خطوط یا پند نامے لکھے انمین سے چودہ پولوس مقدس نے

پیر پادری پال کے خطوط

مرتب کرکے اپنے احباب و معتقدین کے پاس بہیجے ان خطوط کے بہیجنے سے دو اغراض مدنظر تھے! اول مذہب مین جو خیالات فاسدہ جگہہ پاگیے تھے اونکی تردید اونکا فیصلہ اور اونپر بحث۔ دوم چند ایسے فرایض کے تعمیل کی سفارش درج تھی جنپر عمل کرنا لازمی تہا۔ علاوہ اسکے مذہب عیسوی کی احتیاج اور حضرت عیسیٰؑ کے فضائل خصائل جو امتداد زمانہ یا نزاعات باہمی کے سبب بہول جاتے انمین درج تھے۔

انمین سے بعض خطوط بہت طویل دیباچے خود ایک رسالہ کے برابر ہین اونکی پوری نقل کرنا بے سود ہے لیکن پیر پادری پال کے حالات ذیل مین

## حضرت عمرؓ

اوریہی سبب ہے کہ انکا نشان یورپ کے جدید یا قدیم مصنفین مین کہین نہین ملتا۔ یورپ کی نیشنل بائیگرفی (قومی سوانح عمری) جو کئی جلدون مین لکہی گئی ہے اور ایک نہایت مشہور و مستند کتاب گذشتہ صدی یعنی اونیسوین صدی کے آخر زمانہ کی ہے انکا کہین پتہ ہنین ہے لہذا انکو مصنف کہنا تو نا جایز ہے۔ مولف کا لقب بھی نہین دیا جا سکتا۔ کیونکہ انکا ماخذ زاتی وسوسہ و مشنریون کا تعصب ہے۔ مولف بننے کیلئے مستند ماخذ کا ہونا لازمی ہے۔ اور جسکا ماخذ مستند نہو اوسکی کتاب ایک قصہ یا ناول سے بھی کم مرتبہ و درجہ کی سمجھی جائے گی۔ قصہ و ناول بھی اپنے مقام پر بڑی وقعت کے لایق ہین لیکن ایسی کتاب جسکا ماخذ خیال و تعصب ہو اور وہ تاریخ کی کتاب نامزد کیجائے کوئی درجہ نہین رکھتی۔ وہ ردی سے زیادہ کم قیمت ہے یہی حال اربتھ ناٹ کی کتاب "مصنفان عرب" کا سمجھنا اور یقین کرنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ کی نسبت جوکچھ اونہون نے لکھا وہ اونکی ذاتی رائے یا مشنریکی تعصب پر مبنی ہے اور تمام کتاب کی عزت کو خاک مین ملاتی ہے۔

## پولوس مقدس

اونکے مذہبی اقوال کا معلوم کرنا خالی از دلچسپی نہوگا اس سبب سے مضمون خط کے بعض فقرات کا بلفظہ ترجمہ پیش کیا جاتا ہے :-

۱۔ اسلئے مین مشورہ دیتا ہون کہ تمام عبادات شکرگزاریان۔ مصالحت اور معروضات ہر انسان ہر بادشاہ اور ہر ذی اقتدار کے واسطے کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہملوگ نیکی و وقار کے ساتھ امن و امان کی زندگی بسر کرین۔ کیونکہ ایسا کرنا خدا یعنی ہمارے نجات دلانیوالے (مراد از مسیح) کی نگاہ مین جسکی مرضی ہے کہ تمام نبی نوع انسان کو نجات ملے اور سچائی سے واقف رہین نیک و مقبول کام ہے۔

۲۔ مین اجازت نہین دیتا کہ عورت مرد پر کسی قسم کا اقتدار رکہے بلکہ اوسکو سکوت کرنا چاہیئے۔

۳۔ صرف پانی نہ پیو بلکہ تھوڑی شراب بخیال حفظ معدہ و علالت کے نوش کرو۔

۴۔ اونمین سے (اہالیان کریٹ) ایک کا جو اونکا پیغمبر تھا یہ قول ہے کہ "اہالیان کریٹ ہمیشہ دروغ گو اور حیوان ہین اور طینت کے اعتبار سے بالکل کاہل الوجود ہین"

یہ شہادت صحیح ہے۔ اس سبب سے فوراً اونپہ نفرین کرو تاکہ وہ دین مین سچے ہون اور آیندہ یہودیونکے قانون و احکام پر جو راستی سے ورے ہین توجہ نکرین

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ آرتهہ ناٹ کا مقابلہ حضرت عمرؓ کا پولوس مقدس سے غلط ہے یا صحیح- میرے خیال مین حسب ذیل وجوہ سے اونکا مقابلہ اونکے ساتهہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے :-

آرتهہ ناٹ صاحب کی نزدیک

(۱) حضرت عمرؓ اپنے نبی کے زمانہ حیات مین اسلام لائے اور خود اللہ کے رسول سے تعلیم پائی- سفر و حضر مین برابر ساتھ رہے اور اکمل ترین انسان کے فیض صحبت سے کامل طور پر بہرہ یاب و مستفیض ہوئے اور پولوس مقدس بعد حضرت عیسیٰؑ کے-

(۲) حضرت عمرؓ کا درجہ ایک خلیفہ کا تھا اور وہ تنہا قائم مقام وجانشین حضرت رسول اللہ صلعم کے تھے اور مقدس موصوف نہ خلیفہ حضرت عیسیٰؑ کے تھے نہ حقیقۃً بارہ حواریون مین اونکا شمار ہے اسلیے حضرت عمرؓ سے اور اون سے کوئی نسبت ہی نہین ہے انکا درجہ محض ایک واعظ کا ہے-

(۳) پولوس مقدسؑ کا دین مسیحی قبول کرنا اضطراری اور ایک ایسے کرشمہ پر مبنی تہا جو کسی غیر شخص پر حجت نہین ہو سکتا بلکہ ہر شخص کے نزدیک نہایت شبہہ کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے- اور علیٰ ہذا اونکا حواریون مین برائے نام شمار کیا جانا قطع نظر اسکے کہ کہانتک اوسپر اعتبار کیا جا سکتا ہے حواریت کے اصلی وواقعی فوائد سے بالکل عاری ہے- لیکن حضرت عمرؓ تو نبوت کے چھ برس بعد اسلام لائے اور خوب سمجھ بوجھکر کلمہ پڑھا- مصرع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

# نطق چہارم

## حضرت امام حسن پر جو اعتراض ہے اوسکا جواب

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات

باآل نبی ہر کہ درافتاد- برافتاد +

تمہید-

ہند مین مشنری قوت کا مرکز اور انگریزی شاہی مذہبی جماعت کا سرچشمہ مدراس ہے- اکثر رسالے جو اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہین- اسی خطہ سے نکلتے ہین اور چونکہ ان کل رسالون کا ماخذ انگریزی اخباری دنیا کی تحقیقات یا کسی سیاح کی رائے زنی- یا کسی رئیس یا امیر کی سرگذشت ہے

اسلئے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے ایسے مشنریون کی تحریرین بے سروپا ہوتے ہین اور انپر توجہ کرنا بے سود ہے
اور انکی تحریر یا رائے کو وقعت و خدشہ کی نگاہ سے دیکھنا عبث ہے۔ ایسی کتابون سے نہ عوام کا نقصان
نہ ذی علم طبقہ اسلام کا کچھ ضرر ہے۔ کیونکہ عوام مسلمان اپنے مذہب مین راسخ اور ذیعلم اپنے مذہب سے
واقف ہین۔ اگر ایسی کتابین کچھ نقصان رسان یا محرک وسوسہ و خدشہ ہو سکتی ہین تو اون نوجوان طلبا کے لیے
جو مجرد انگریزی اور وہ بھی ادہوری پڑہتے ہین ایسے لوگون کو یہی مناسب ہے کہ وہ پہلے اپنے عقاید و
اسلامی تاریخ سے بہرہ حاصل کرین اور کوشش کرین کہ اسکول سے نکلکر اونکو ایسے ذاتی و متعصب مشنری
مصنفین کی کتابون کے مطالعہ کا موقع نہ ملے جب اونکے پاس دینی عقیدت اور اسلامی حقیقت کا کچھ
سرمایہ جمع ہو جاے اوسوقت اپنے وحید العصر و لاثانی آلہ وحدانیت سے مسلح ہو کر تثلیث کا مقابلہ کرین۔
خدا سے امید ہے کہ وہ تنہا ان مشنریون کی سہ چند افواج تصنیفات کو شکست دینگے۔

قدیم و جدید تہذیب کا مقابلہ کرنا سفاہت ہے

اصول علم کلام و درایت و اصول علم احتجاج و مناظرت سے یہ کسقدر بعید ہے کہ آج کی تہذیب
و اخلاق کا مقابلہ تیرہ سو برس پیشتر کے قانون اخلاق و طرز معاشرت سے کیا جاے
اور نقصانات اصلی و واقعات بدیہی سے چشم پوشی کر کے حالات و واقعات موہومی
پر نظر کیجاے۔ بہرحال اگر حضرت امام حسن کے کثرت طلاق کو تسلیم بھی کر لیا جاے تو تنہا اونکے طرز عمل سے
ایک مشنری جماعت کا اسلام پر دہبہ لگانا کیسی سفاہت و نادانی ہے۔

ریمارک رمثالین

مین اس موقع پر چند ریمارک پیش کرتا ہون جسکو ناظرین ذرا غور سے پڑہین۔
(۱) اگر مشنری یہ کہین کہ حضرت آدمؑ تو کپڑا نہین پہنتے تھے نہ کچھ کپڑا اونہون نے ایجاد کیا بلکہ پتے باندہتے
اور پہنتے تھے۔ ہمنے تو ڈنر کا علحدہ ملاقات کا علحدہ ٹینس کا علحدہ سلیپڈ کا علحدہ کرکیٹ کا علحدہ گہوڑدوڑ کا علحدہ
شکار کا علحدہ۔ گہوڑے کی سواری کا علحدہ۔ چہل قدمی کا علحدہ۔ اور جنگ کا علحدہ لباس بنایا ہے۔
تو ہم حضرت آدم سے بڑہکر ہین۔ حالانکہ یہ کہنا اونکا باطل ہے کیونکہ حضرت آدم کے دنیا مین آنے تک
قدرت کا تماشہ ستر پوشی ہی تک محدود تہا اور بعد اوسکے اوسکا جلوہ رفتہ رفتہ بڑہتا گیا اور تکلفات کو
ترقی ہوتی گئی اور تمدن انسانی خود آہستہ آہستہ آرائشون کا موجد ہوا یہانتک کہ ہزارون مختلف لباس

بن گئے اور اونکے استعمال کے قاعدے وقانون منضبط ہوے جسکا نام فیشن ہے۔ اب چھہ یا سات ہزار برس کے بعد کسیکا یہ کہنا کہ ہم حضرت آدمؑ سے بڑہکر ہین لڑکو نکے کھیل یا دیوانہ کی بڑسے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔ اسیطرح عدم طلاق کے ضرر سے چشم پوشی کرکے اور ظاہری ومصنوعی فوائد پر نظر ڈالکر تیرہ سو برس کے بعد مسئلہ طلاق کو خلاف تہذیب کہنا بالکل اوچھاپن ہے۔

(ب) اسلامی تلمذ کا دعوی اور پہر اونہین کی تہذیب کو بُرا کہنا کسقدر کفران نعمت ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے

اوستاد کی نکتہ چینی مدعی ناخلفی کی ہے۔

کہ چار یا پانچ سو برس پیشتر اسلام ہی نے یورپ کو تہذیب کا سبق پڑہایا اور اوس سبق مین سے بعض کو اونہون نے اتبک یاد رکہا اور بعض کو بھول گئے۔ اب جب اوستاد کا زمانہ ناموافق ہوا تو ایک ناخلف اولاد کیطرح جو اپنے باپ پر نکتہ چینی کرتی ہو اپنے اوستاد کی خردہ گیری اور عیب جوئی کرنے لگے اور عیش پرستی کی نیت سے یہ ثابت کرنے کو آمادہ ہوئے کہ اسلام مین تعدد ازدواج وطلاق کے مسئلے برے ہین۔ بہرحال صرف مشنری ایسے ناشکرے وناخلف ہین۔ اعلی طبقہ کے یوروبین ایسے اعتراضات کو جایز نہین رکھتے۔ اسلیے مشنری اسکے مصداق ہین کہ:۔

کس نیا موخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

(ج) تعدد ازدواج کو بمقابلہ زنا کے برا کہنا حیوانیت ہے۔ بالفعل یورپ مین جسقدر مجازی تعشق و

تعدد ازواج کی خوبی

تعیش پھیلا ہے اور جسقدر زنا کی گرم بازاری ہے اوسکا حال صرف ایک شہر لورپول سے ظاہر ہوتا ہے جہان کے ایک معزز باشندہ نے نہایت وثوق کے ساتھ ایک اخبار مین شایع کیا تہا کہ اس شہر مین سالانہ اوسط پیدایش دو ہزار حرامی بچون کی ہے۔ استغفر اللہ۔ پہر حیوانیت ہی کا یہ اقتضا ہے کہ اپنے جوڑے کی تمیز وتخصیص نہین رکھتا اور بہت سے حیوان بھی اس تخصیص سے عاری نہین ہین تو گویا تعدد ازدواج کو برا کہنا اور زنا کے اسباب کو بڑہانا انسان کو حیوان سے بھی بدتر حالت مین پہنچانا ہے۔ پس اے مشنریان عیسائیت جانو اور آگاہ ہو کہ تعدد ازدواج اسباب زنا کو بہت کم کرتا ہے اور طلاق تو اوسکے استیصال کلی مین مدد دیتا ہے جسکو ہم ذیل مین ثابت کرتے ہین۔

(س) طلاق کو خودکشی یا قتل کے مقابلہ مین بداخلاقی۔ بدسلوکی یا وحشیانہ حرکت سمجھنا نادانی و ابلہی ہے

طلاق کے فواید و نقصان

مین نے خود بعض بڑے روشن خیال و سن رسیدہ معزز انگریزون کو دیکھا ہے کہ جب وہ یورپ کے زبردست قانون سے جکڑکر نکاح کے معاہدہ کو طلاق سے نہ توڑ سکے تو ناچار خودکشی کرلی۔ یا میم صاحبہ کو ہلاک کردیا۔ اور خود قاتل بنے۔ اگر مشنریون نے حضرت امام حسن کے کثرت طلاق کا الزام اسلام پر رکھا ہے تو خودکشی و قتل کا الزام بدرجہ اولی عیسائیت پر عاید ہوتا ہے۔ اور بہت سی مثالین اسکی موجود ہین کہ صاحب بہادر نے میم صاحب کو محض اسوجہ سے قتل کیا یا خودکشی کی کہ اونکو طلاق کی آزادی حاصل نہ تھی۔

بھائی اصلیت یہ ہے کہ ہر زمانہ کی تہذیب و اخلاق کا دار و مدار مصلحت وقت پر مبنی ہوتا ہے لیکن جو تہذیب و اخلاق کہ قدرت و فطرت پر مبنی ہو اوسکو ہر زمانہ و ہر دور مین مقبول و ممدوح ہونا چاہئے اور کوئی قوم گو دنیاوی و علمی ترقی مین کتنی ہی بازی لیگئی اور انتہائے عروج تک پہنچ گئی ہو اخلاقی راہ مین اون قدرتی و فطرتی اصول سے گریز کرے تو اوسکو تہذیب و اخلاق مین مکمل و پختہ نہین سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ابتدائے آفرینش سے اسکا پتہ ملتا ہے کہ جتنی قومین دنیا مین ابتک گزری ہین اونکو ایک نہ ایک چیز مین کمال ہوا ہے کسی قوم نے آن واحد مین دنیا کی تمام ترقیات سے بہرہ نہین پایا۔ اسلام نے بھی تہذیب اخلاق مین جسکی بنیاد حیا و عصمت پر ہو جتنی ترقی کی وہ مرتبہ ابتک کسی قوم کو حاصل نہین ہوا۔ قدرت و فطرت کا یہ اقتضا ہے کہ ایک صحیح و تندرست دنیادار آدمی کو مباشرت مین جو تلذذ حاصل ہوتا ہے وہ نہ شراب مین ہے نہ کباب مین نہ دنیا کی کسی امارت و تعیش مین ہے۔ ماہران تاریخ پر یہ روشن ہے کہ بہتسے دنیا کے عظیم سوانح و وقایع اسی تلذذ کے نتائج ہین اور امارت و معاشرت کا خاتمہ اسی تلذذ کا ایک شعبدہ ہے۔ دریائے عیش و عشرت کے غوطہ زنون نے اسی تلذذ پر اپنی عشرت و بہجت کا خاتمہ کیا ہے اور ماہران قانون قدرت و فطرت نے اسکا فیصلہ کردیا ہے کہ اس تلذذ سے اعلی تر کسی لذت کا درجہ نہین ہے۔ اسلئے ممکن ہے کہ یہ لذت کسی آدمی کو جایز یا ناجایز طریقہ سے حاصل ہو۔ ناجایز ہی تلذذ کا نام زنا ہے۔ اگر جایز طریقون کی تعداد نہایت منضبط و محدود کردیجائے تو لازمی ہے کہ ناجایز طریقے بڑھ جائینگے۔ بس یہی حالت اسوقت یورپ کی ہے کہ اس

تلذذ کے جایز طریقون کی راہین مثل تعدد ازواج وغیرہ کے نہایت محدود و منضبط کردیگئی ہین جس سے ناجایز و شرمناک راہین کشادہ و وسیع ہوگئین۔ اب بعد خرابی بصرہ امریکہ مین اس مسئلہ پر بحث ہو رہی ہے اور اوسکے عمدہ نتایج پر غور و فکر کیجا رہی ہے۔ طلاق کا مسئلہ اس تلذذ کو جایز دایرہ مین وسیع کرتا ہے اس سبب سے کہ بخوف طلاق زوجہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہیگی اور اس تلذذ کا مالک بجز اپنے شوہر کے دوسرے کو بلا دریغ نہ بنالیا کریگی۔ پس اسکو یاد رکھنا چاہئے کہ تعدد ازواج۔ طلاق اور پردہ یہ سب حامی اخلاق و مانع زنا ہین نہ کہ مخرب اخلاق۔ پردہ جایز تلذذ حق شوہری کو محفوظ رکھتا ہے اور طلاق اوس جایز تلذذ کی حفاظت و نگہداشت در پردہ کرتا ہے۔ بخلاف اسکے عیسائیت دنیا مین بے پردگی ناجایز تلذذ کا دروازہ کہولتی ہے اور بے طلاقی اوس ناجایز تلذذ کے دروازہ کو مضبوط و کشادہ کرتی ہے۔

بعض انگریزی تہذیب و روش کے گرویدہ یہ سمجھتے ہین کہ ہمارا تنزل اسی پردہ پوشی۔ تعدد ازواج

غلط فہمی۔

و طلاق کے خدانخواستہ برے و وحشیانہ پابندی کے سبب سے ہے اس خیال مین بدست ہوکر پردہ دری پر دلیر ہوتے ہین اور تعدد ازواج و طلاق سے اکراہ کرتے ہین اور اگر کچھ انگریزی سے بھی بہرہ ہے تو ان سب مسائل کو وحشیانہ سمجھتے ہین اور انپر استہزا کرتے اور یہ کہتے ہین کہ ہم نے مانا کہ انگریزون مین فحش بہت ہے اور ہم مسلمانون مین بہت کم تو باوجود اسقدر فحش کے انگریزون کو اس درجہ کا عروج کیون ہے اور ہم ایسے پریشان حال کیون ہین؟ یہ اونکی نافہمی ہے۔ فحش تنزل قوم کا سبب نہین ہے۔ فحش ایک شخصی یا اخلاقی گناہ ہے۔ اور قومی تنزل جمہوری گناہ سے ہوتا ہے علاوہ اسکے فحش اوس دایرہ کا ایک نہایت ہی چھوٹا نقطہ ہے جسکا مرکز تنزل ہے اور محیط جہل بے علمی۔ نااتفاقی و خود غرضی ہے۔ فحش ان اسباب کے مقابلہ مین جزء لایتجزی کی نسبت رکھتا ہے۔

نتیجہ۔

اے عاشقان اہل بیت اور اے وارثان آل رسول یہ سمجھ لو کہ حضرت امام حسنؑ اور تمام اہل بیت سراپا خلق و تہذیب تھے۔ اونکا کوئی فعل قابل خردہ گیری نہین ہے اگر کوئی مشنری ایسے مطاعن سے دل دکھائے تو اوس کا سبب صرف اوسکی جہالت و یاوہ گوئی ہے قطعہ

ہر کرا عادت ذمیم بود + بے ارادہ ازو شود صادر + نیش بر سنگ میزند عقرب + گرچہ بر وے نمیشود قادر

حضرت امام حسنؑ کے مختصر حالات۔

اب مین بہت مختصر طور سے حضرت امام حسنؑ کے تاریخی حالات عرض کرتا ہون حضرت ممدوح سنہ ۲ھ مین پیدا ہوئے اور سنہ ۵۰ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ سب سے بڑی اولاد حضرت امیرالمومنین علیؑ کے تھے اور رسول اللہ صلعم آپ کے نانا فرط محبت و غایت شفقت سے آپکو اپنا بیٹا پکارتے تھے۔ آپ بہت خوشرو۔ خوش خلق و خوش گفتار تھے۔ ظاہر ہے کہ رسولؐ خدا کا نواسہ اور منہہ بولے بیٹا کیسا محبوب خاص و عام ہوگا اور آغاز اسلام مین جبکہ نسب اسقدر عزیز تھا اور نبوت کا جلوہ ہزارون قلوب مین متمکن تھا ہر خاص و عام یہ چاہتا ہوگا کہ نبی کے نواسہ اور ایسے لاڈلے بیٹے کو اپنا داماد بناوین۔ اور نبی کے گھر سے پیوند ملاکر دنیاوی و دینی افتخار حاصل کرین اور نبوت سے سلسلہ اتحاد و یگانگی قایم کرین۔ اس زمانہ مین دولت جیسی عزیز ہے اوس زمانہ مین نسب ویسا ہی عزیز تھا۔ ہر شخص اسکا گرویدہ تھا کہ ہاشمی و قریشی سے وصلت ہو۔ یہ میرا محض قیاس و مظنہ نہین ہے بلکہ تاریخ اسپر شاہد ہے جسکی عبارت بجنسہ ذیل مین نقل کیجاتی ہے۔

وگاہیکہ جنازہ حسن را حمل میدادند ہمگان باپاے عریان از قفاے جنازہ میرفتند و ہایہاے میگریستند و این زنان بیشتر خویشتن را بخواستاری خود بحبالہ نکاح حسن درمی آوردند اگرچہ روز دیگر مطلقہ باشند تا بدین شرافت قرین افتخار و سعادت گردند۔ چنانکہ دختر مردی را خواست خطبہ کند قال لہٗ

اِنّی مُزَوِّجُكَ وَاَعْلَمُ اِنَّكَ مَلِقٌ طَلِقٌ غَلِقٌ وَلٰكِنَّكَ خَيْرُ النَّاسِ نَسَبًا وَاَرْفَعُهُمْ جَدًّا وَّاَبًا

**ترجمہ**۔ جب جنازہ حضرت امام حسنؑ اوٹھاکر لیجانے لگے تمام (ازواج) عورتین ننگے پیر جنازہ کے پیچھے روتی پیٹتی چلی جاتی تھین اور یہ عورتین سب ایسی تھین جو اپنی درخواست سے حضرت ممدوح کے نکاح مین آئی تھین اگرچہ دوسرے روز وہ مطلقہ ہون تاکہ دینی برکتون سے ممتاز و سرفراز ہون۔ چنانچہ ایک لڑکی نے ایک آدمی سے کہا خطبہ پڑھو۔ اور (حضرت ممدوح سے مخاطب ہوکر) عرض کیا مین آپسے نکاح کرتی ہون اور جانتی ہون کہ آپ طلاق دیکر رنجیدہ کرتے ہین لیکن آپ از روے نسب کے تمام آدمیون سے بہتر اور ارفع ہین۔

باوجود اس گرویدگی و قبولیت عام کے حضرت امیر المومنین علیؓ نے جو جواب ایک شخص کو دیا تہا وہ مشنریون کے یاد کرنیکے قابل ہے اور اونکے ایسے خرف اعتراضات کا نہایت برجستہ و مدلل جواب ہے اوسکا واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص اسی یگانگی اور رابطت کے اشتیاق مین حضرت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا

”یا امیر المومنین مرا دختریست حسن و حسین و عبداللہ و جعفر خواستگار اویند بکدام یک تزویج کنم۔

فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ اَمَّا الْحَسَنُ فَاِنَّهُ مِطْلَاقٌ لِلنِّسَاءِ وَلٰكِنْ زَوِّجْهَا لِلْحُسَيْنِ فَاِنَّهُ خَيْرٌ لِابْنَتِكَ ۔

**ترجمہ۔** اے امیر المومنین میری ایک لڑکی ہے جسکو حسن و حسین و عبداللہ و جعفر نکاح مین طلب کرتے ہین انمین سے کسکے ساتھ اوسکا نکاح کردون۔ پس اوس سے امیر المومنین نے کہا کہ اے شخص جس سے مشورہ طلب کیا جاے وہ اوسکا امین ہوتا ہے جو مشورہ طلب کرتا ہے۔ حسن عورتون کو بہت طلاق دینے والا ہے۔ مگر تو اوسکو حسین کے ساتھ بیاہ دے کیونکہ وہ تیری لڑکی کے لئے مناسب ہے۔“

**نتیجہ۔** اب اے ناظرین آپ ہی انصاف کیجئے کہ جب امیر المومنین خود منع کرین اور لوگ باز آئین تو اوسکا علاج کیا ہے۔ تف ہے اون مشنریون پر جو ایک واقعہ کو لیکر طومار باندھتے ہین اور اصلیت کو بالکل چھپا دیتے ہین اور چونکہ اونکو اپنے مشنری ہونیکا زعم ہے اس سبب سے ہم سوائے صبر کے کوئی دوسرا چارہ کار نہین سمجھتے :۔

عدو چو تیغ کشد من سپر بیندازم
کہ تیر ما بجز از نالۂ و آہے نیست

**تمت بالخیر**

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

## کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس عاملہ، مجلس انتظامی، مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۲۔ اساتذۂ جامعہ عثمانیہ و ملحقہ کلیات جامعہ و گزیٹیڈ عہدہ داران جامعہ و اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۳۔ طلبائے فن جسم شدہ دو کتابیں، بی۔ اے۔ اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ تین کتابیں، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب دیرانہ لیا جائیگا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں مکرر جاری کی جاسکینگی مگر اس غرض سے پہلے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جاسکینگی۔ فقط